امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- یادوں کے چراغ، تبصرہ کتاب
- حکایات اہل دل
- امارت شرعیہ کی حالیہ تعلیمی وملی سرگرمی
- عورتوں کے سر اور چہرہ کا پردہ
- ہمارے حضرت کی تعلیمی فکرمندی
- روزہ کی مشروعیت، حکمتیں اور مصلحتیں
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 62/72 | مورخہ ۲؍ رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۴؍ اپریل ۲۰۲۲ء روز سوموار | شمارہ نمبر 14

رمضان المبارک - پیغام مؤمنوں کے لیے رحمتوں کا ہے

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

رمضان کا مہینہ آگیا، ہرسو رحمت کی بارش شروع ہوئی، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس باران رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لیے پوری طرح تیار ہیں، جنہوں نے اس ماہ میں اپنی اخروی زندگی کو بنانے اور دنیاوی زندگی کو صحیح سمت اور صحیح ڈگر پر گامزن کرنے کے لیے کمر کس لیا ہے، رحمت کے اثرات مسجدوں میں بھی نظر آتے ہیں، اور بازاروں میں بھی، رونقیں دونوں جگہ ہوتی ہیں، کشش ہر دو میں ہوتی ہے، جن کے دل اللہ کی طرف مائل ہیں، اپنی زندگی میں فوز وفلاح چاہتے ہیں، اور آخرت میں جنت کے طالب ہیں، ان کی توجہ مسجدوں اور اعمال خیر کی طرف ہوتی ہے، بازار میں ان کا وقت ضرورت کے مطابق ہی گذرتا ہے، انہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہر وقت یاد رہتا ہے کہ روئے زمین پر مسجد سب سے اچھی جگہ اور بازار سب سے بُری جگہ ہے، اس احساس کی وجہ سے ضروریات زندگی کی خرید وفروخت کے لیے ان کا بازار جانا ہوتا ہے، لیکن دل مسجد میں ہی اٹکا ہوتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار صالحین میں ہوتا ہے اور رحمت خداوندی انہیں اس ماہ میں خصوصیت سے شرابور کر دیتی ہے، وہ رمضان کے پہلے عشرہ کو صرف حصول رحمت کے لیے کرتے ہیں، دوسرے عشرہ میں انہیں مغفرت کا مژدہ ملتا ہے اور اخیر عشرہ میں انہیں جہنم سے گلو خلاصی کا پروانہ مل جاتا ہے، مؤمن کا مطلوب ومقصود یہی تو ہے۔

اس بابرکت مہینے میں بھی بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں، جن پر مسلسل ہو رہی باران رحمت کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، لہو ولعب کی مشغولیات میں کوئی کمی نہیں ہوتی، نزول رحمت اور شیطان کے پابند سلاسل ہونے کے باوجود ان کے اعمال اور حرکات وسکنات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ حسب سابق نافرمانی الٰہی میں لگے ہوتے ہیں، ان کے پاس دل ہوتا ہے، لیکن سمجھنے کی قوت نہیں ہوتی، انہیں قوت سماعت ملی ہوتی ہے، لیکن وہ اچھی باتیں سننے سے محروم ہوتے ہیں، ان کے پاس آنکھیں ہوتی ہیں، لیکن وہ صحیح چیزوں کو نہیں دیکھ پاتے، ان کی ذات پر اس باران رحمت کا اثر اس لیے نہیں ہوتا کہ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہوتے ہیں، زیادہ سخت، اس لیے کہ بعض پتھر سے تو پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں، نہریں نکلتی ہیں، وہ خشیت الٰہی سے گر بھی پڑتے ہیں، لیکن ان لوگوں کے دل کے سوتے ایسے خشک ہوتے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں بھی ان کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکلتے اور ان کے دل خوف خدا سے نہیں لرزتے، اور وہ اپنی ڈگر پر چلتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ موت انہیں آلیتی ہے، اور وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کے ایندھن بن جاتے ہیں، اللہ رب العزت سے ایسی زندگی سے پناہ چاہنی چاہیے، اور کوشش آخری حد تک اس کی کرنی چاہیے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کو رو دھو کر منالیں۔

کاغذ پر بہت سے حروف ونقوش ابھرے ہوتے ہیں، ان کے صاف کرنے کے لیے ہم ربر کا استعمال کرتے ہیں، تو کاغذ صاف وشفاف ہو جاتا ہے اور ہمارے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ ہم اس کاغذ کو پھر سے کام میں لاکر اپنی من پسند چیزیں لکھ سکیں، یہی حال توبہ واستغفار کا ہے، ہماری بد عملی اور بے عملی کی وجہ سے ہمارے دل پر گرد جم گئی ہے؛ بلکہ متواتر اور مسلسل گناہ کی وجہ سے یہ کالا ہو گیا ہے، اس پر کوئی دوسری تحریر نہیں اُگ پا رہی ہے، ضرورت ہے دل کی سیاہی کی صفائی کی، جب تک یہ سیاہی دور نہیں ہوگی، گناہ کے اثرات ختم نہیں ہوں گے، طاعت وبندگی کے حروف اُگانے کے لیے پہلے اس سیاہی کو صاف کرنا ہوگا، توبہ استغفار، گناہوں پر ندامت اس ربر کی طرح ہے، جس سے ناپسندیدہ الفاظ وحروف کو مٹایا جا سکتا ہے، اللہ بھی کیسا غفور الرحیم ہے، بندہ جب توبہ استغفار کرتا ہے، ندامت کے آنسو بہاتا ہے، اللہ سے اچھی امید رکھتا ہے تو اللہ اس کو ایسا بنا دیتے ہیں، جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں تھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں ہے، اس توبہ پر رحمت خداوندی کو ایسا جوش آتا ہے کہ وہ گناہوں سے تو پاک کر ہی دیتا ہے، ان گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے، جو اس نے توبہ سے قبل کیے تھے، سچ اور پکی بات یہ ہے کہ مراحم خسروانہ کا لفظ انسانوں پر مجازی معنی میں بولا جاتا ہے، حقیقی مرحمت کا تعلق تو اللہ رب العزت کی ذات سے ہے، دوسرا کوئی ایسا ہو ہی نہیں سکتا، کیوں کہ اللہ کی کبریائی کا دوسرا ہے ہی نہیں۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔

رمضان المبارک کے اس مہینے میں روزہ سب سے بڑی عبادت ہے، جو پورے شرعی تقاضوں کے ساتھ بندے نے رکھا ہو۔ تلاوت قرآن، تہجد کا اہتمام، ذکر واذکار کی کثرت، تراویح کی پابندی، فرض نمازوں کی باجماعت ادائیگی، غرباء ومساکین کا خیال، جھگڑے لڑائی سے اجتناب اور پرہیز ان چیزوں میں سے ہے جس سے روزہ، روزہ بنتا ہے، پورے ماہ اس طرح کا روزہ رکھیے کہ سال بھر نیکیوں کی طرف دل مائل رہے اور برائیوں سے نفرت پیدا ہو جائے۔

لیکن بعض بدبخت وہ بھی ہوتے ہیں جن کے قلوب اس مہینے میں بھی شیطان کے نرغے میں ہوتے ہیں، شیطان پابند سلاسل ہوتا ہے، لیکن اس کے اثرات کسی نہ کسی درجہ میں انسانوں پر باقی رہتے ہیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا نفس امارہ ہی شیطان بن جاتا ہے، اور اس ماہ میں چل رہی باد بہاری سے وہ متاثر نہیں ہوتا، بالکل اسی طرح جس طرح رحمت کی برسات بھی اسر اور بنجر زمینوں میں ہریالی پیدا کرنے میں ناکام رہتی ہے، وہ حسب سابق مسجد کا رخ نہیں کرتے، روزہ نہیں رکھتے اور بہت بے شرمی سے ہوٹلوں میں کھاتے رہتے ہیں، پہلے شرم ایسوں کو آتی تھی، ان کے شرم کی حفاظت کے لیے ہوٹلوں پر پردے پڑے ہوتے تھے اور ایسے لوگ چھپ کر کھایا کرتے تھے، اب یہ شرم ختم ہو گئی ہے، گھر اور باہر سب جگہ ایسے روزہ خوروں کی بڑی تعداد دیکھنے کو ملتی ہے، گو اب بھی بعض ہوٹلوں پر پردے پڑے ہوتے ہیں، لیکن دن بدن اس میں کمی آتی جا رہی ہے، جو اچھی علامت نہیں ہے۔

ان روزہ خوروں سے پوچھیے کہ سال کے گیارہ مہینے تو کھاتے ہی ہو، ایک مہینہ دن میں اللہ کی خوشنودی کے حصول اور فرض کی ادائیگی کے جذبہ سے نہ کھاؤ تو کیا فرق پڑتا ہے، تو بڑی ڈھٹائی سے کہیں گے کہ حضرت الطبیعت خراب رہتی ہے، ڈاکٹروں کی ہدایت ہے کہ روزہ نہ رکھوں، اس لیے مجبوری ہے، یقیناً مریضوں کو چھوٹ دی گئی ہے کہ وہ صحت یابی کے بعد قضا رکھیں، لیکن عموماً یہ بیماری فرضی ہوتی ہے اور رمضان میں روزہ خوری کے بعد بھی روزے کی قضا کا خیال بھی نہیں آتا، حالاں کہ روزہ عبادت بھی ہے اور مختلف امراض کا علاج بھی۔

جدید تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ روزہ رکھنے سے جسم کی قوت مدافعت بڑھتی ہے، چوں کہ اعضاء رئیسہ کو روزے کی حالت میں آرام ملتا ہے اور اس آرام کے نتیجے میں ان کی کارکردگی بڑھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رمضان میں معدہ کے مریض کو بھی اسہال کی شکایت نہیں ہوتی، پیٹ خراب نہیں ہوتا، ہارٹ کے مریضوں میں دل کی بے چینی اور سانس پھولنے کی تکلیف کم ہو جاتی ہے، دماغ کی صلاحیت بڑھ جانے کی وجہ سے جسمانی کھچاؤ اور ڈپریشن سے بھی نجات مل جاتی ہے، روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد شوگر کے مریضوں کی ہے، اور انہیں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق ہر دو گھنٹے پر کچھ نہ کچھ کھانا ہوتا ہے، یہ عذر صحیح ہے، لیکن اگر آپ کی قوت ارادی مضبوط ہے اور اللہ کے فضل پر بھروسہ ہے اور آپ روزہ رکھنا چاہتے ہیں تو اللہ کی نصرت آپ کے ساتھ ہوگی اور شوگر کنٹرول ہو جائے گا۔

ضرورت قوت ارادی کی ہے، آپ روزہ نہیں رکھنا چاہتے تو آپ کا نفس جواز کے لیے دسیوں اسباب وحرکات پیش کر دے گا، اور اگر آپ رکھنا چاہتے ہیں تو صرف اللہ کی خوشنودی کے حصول کا جذبہ پورے مہینے آپ کو روزہ رکھنے پر خوش دلی سے تیار کر دے گا۔

حال ہی میں شائع ایک تحقیق کے مطابق روزہ کینسر جیسے موذی مرض کی روک تھام میں بھی مؤثر کردار ادا کرتا ہے، اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں گلوکوز کی کمی ہو جاتی ہے، جسم کو جب گلوکوز نہیں ملتا ہے تو قدرتی طور پر چربی کا استعمال شروع کر دیتا ہے، اس عمل کے نتیجے میں پروٹین چھوٹے ذرات کی شکل میں بکھرنے سے محفوظ ہو جاتے ہیں، کینسر کے خلیات اور نشوونما کے لیے ان ذرات کا سہارا لیتے ہیں، روزے کی حالت میں یہ ذرات نہیں ملتے تو کینسر کی نشوونما نہیں ہو پاتی، روزہ موٹاپے کے مریضوں کے لیے بھی نعمت ہے، اس سے وزن کم ہوتا ہے اور روزہ رکھنے والے کو ڈائٹنگ یعنی غذا میں کمی کی ضرورت نہیں پڑتی، جاپان کے ایک ڈاکٹر یسد ایوشی ڈسی کے مطابق روزہ رکھنے سے بانجھ پن دور ہو جاتا ہے، اس کا تجربہ اس نے چھ خواتین پر کیا، جن میں سے چار خواتین، تین مہینے کے اندر حاملہ ہو گئیں اور انہوں نے صحت مند بچوں کو جنم دیا، اسی طرح نفسیاتی مریضوں کے لیے بھی روزہ رکھنا مفید ہے، کیوں کہ اس کی وجہ سے ذہنی تناؤ میں کمی آتی ہے اور بندہ کی توجہ ہمہ وقت مولیٰ کی طرف ہوتی ہے، جس سے اسے ذہنی سکون ملتا ہے۔

مختصر یہ کہ روزہ خوری عام حالات میں معصیت ہے، سوائے ان لوگوں کے جو واقعتا مریض ہیں، جو عورتیں حاملہ ہیں، جو دودھ پلا رہی ہیں اور جو لوگ مسافر ہیں ان کو شریعت نے روزہ مؤخر کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن مؤخر کرنا اور چیز ہے اور سرے سے روزہ نہ رکھنا بالکل دوسری چیز، اس فرق کو ہمیں ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے، سرے سے روزہ نہ رکھنا ایسا جرم ہے جس کی تلافی کے لیے کوئی کفارہ نہیں ہے۔

سن ایاس کو پہونچا ہوا شخص جو روزہ کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس کو شریعت نے روزہ کے بدلے بعض حالتوں میں فدیہ دے کر اس کی تلافی کی اجازت دی ہے، ان کے علاوہ جو لوگ روزہ خوری کرتے ہیں، وہ اللہ سے بغاوت کرتے ہیں، اور اللہ کا باغی کبھی کامیابی وکامرانی سے سرفراز نہیں ہو سکتا، خوب اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ ہوٹل کے گیٹ پر پردہ کرکے کھانے اور ڈاکٹروں کے فرضی نسخے دکھا کر آپ لوگوں کو تو مطمئن کر سکتے ہیں، لیکن اس مالک کائنات کو جو دلوں کے احوال کو جانتا ہے اور جس کے نزدیک جلوت کے تماشے اور خلوت کی بے راہ رویوں کو چھپایا نہیں جا سکتا، اس سے بچ کر کہاں جائیے گا اور اس کو کس طرح دھوکہ دے پائیے گا۔

اللہ نے اپنے کرم سے شیطان کو پابند سلاسل کر دیا ہے، تاکہ خیر کی طرف لوگ متوجہ ہوں اور اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑیں، لیکن اگر ہم نے اپنے نفس امارہ کو پابند سلاسل نہیں کیا تو وہ اس پورے ماہ کی برکت، رحمت اور مغفرت کو کھا جائے گا، قبل اس کے کہ بہت دیر ہو جائے، رمضان کے اس بابرکت مہینے میں عہد کیجیے کہ ہم اپنی زندگی میں ایسی تبدیلی لائیں گے، جس سے ہمارا مولیٰ راضی ہو جائے گا اور ہم حضرت جبرئیل کی اس وعید کے مستحق نہیں ہوں گے، جس پر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اترتے ہوئے آمین کہی تھی۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ــــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

صدقہ وخیرات سے عمر اور مال میں برکت ہوتی ہے

’’اور جو مال تم خرچ کروگے وہ اپنے ہی لئے خرچ کروگے، نیز اللہ کی خوشنودی ہی کے لئے خرچ کیا کرو، تم جو بھی خرچ کرتے ہو تم کو پورا پورا مل جائے گا اور تمہارے ساتھ ظلم نہیں کیا جائے گا‘‘ (سورہ بقرہ:۲۷۲)

مطلب: جولوگ اپنے مال کو اخلاص وللّٰہیت کے جذبہ سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کے مال وعمر میں برکتیں عطا فرماتے ہیں اور دنیا وآخرت میں ترقیات سے نوازتے ہیں، رب کائنات کا ارشاد ہے کہ جولوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانا بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکالیں اور ہر بالی میں سودانے ہوں، اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے خوب بڑھاتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور علیم بھی، یہ اسی وقت ہوگا جب مال کو خرچ کرتے ہوئے پورا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے عطایا کو کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے ’’وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللہَ بِہٖ عَلِیْمٌ‘‘ جو کچھ تم خرچ کروگے وہ اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا اب اگر کوئی شخص مال کی محبت میں ہاتھ روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ضائع کردیتے ہیں، صحیح مسلم شریف کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا نعم البدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بچا بچا کر رکھنے والے کے مال کو تلف فرما، آیت مذکورہ کے ضمن میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ انصار مدینہ میں سے کچھ لوگ اپنے مشرک رشتہ داروں کی مالی مدد سے گریز کرتے تھے، اس پر تنبیہ کی گئی کہ ہدایت دینا تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے تم جو بھی صدقہ نافلہ میں سے خرچ کروگے اور مقصد اللہ کی رضا ہے تو ضرور اس کا اجر ملے گا اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہئے اس سے آخرت میں اجر وثواب تو ہوگا ہی، دنیا میں بھی تالیف قلب ہوگی اور ممکن ہے کہ ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق مل جائے یا کم سے کم اسلام کے بارے میں دل میں نرم گوشہ پیدا ہوجائے، مگر یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ غیر مسلموں کو صرف نفلی صدقہ دینا جائز ہے، زکوۃ سوائے مسلمان کے کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں (مظہری) بلکہ افضل یہی ہے کہ اگر مسلم رشتہ دار محتاج اور مستحق زکوۃ ہوں تو انہیں پہلے ترجیح دی جائے تاکہ قرابت اور صلہ رحمی کا بھی اجر وثواب مل سکے، رمضان المبارک کا مہینہ سایہ فگن ہے، نیکیوں کے اس موسم بہار میں اپنے ضرورت مند بھائیوں کی دل کھول کر مدد کیجئے، غریبوں محتاجوں اور مدرسہ کے نادار طلبہ کی مالی کفالت کرنے سے اجر وثواب میں دوچند اضافہ ہوتا ہے، آپ بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے، اس سے اللہ تعالیٰ زندگی میں خوشحالی عطا فرمائیں گے اور مال ودولت میں برکت ہوگی۔

رمضان مغفرت اور نجات کا مہینہ

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے تو سرکش شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھلا رہتا اور جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے طالب بس کر، رک جا اور یہ ندا رمضان کی ہر شب کو منادی دیتا ہے‘‘ (ابوداؤد شریف)

مطلب: یہ رمضان کا مبارک مہینہ ہے، اس متبرک مہینے کے انوار وبرکات شعبان سے ہی ظاہر ہونے لگتے ہیں اور جیسے ہی رمضان کا چاند نظر آتا ہے اس کی درخشندگی سے سارا عالم روشن ہوجاتا ہے، اس لئے ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا والہانہ استقبال فرماتے اور یہ دعا پڑھتے تھے ’’اللّٰھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان‘‘ اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہم کو ماہ رمضان تک پہونچا دے، چنانچہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سرکش شیاطین کو بیڑیوں میں جکڑ دیتا ہے تاکہ وہ محبوب بندوں کے دلوں میں وسوسہ نہ ڈالے اور کوئی مومن اس کی سازش کے شکار نہ ہوں، رب کائنات جہنم کے دروازوں کو بند کردیتے ہیں، تاکہ روزہ دار بندہ نماز ونوافل، دعا واستغفار، ذکر وتلاوت کے ذریعہ خالق حقیقی سے اتنا قرب حاصل کرلے کہ وہ اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دے اور اس کے لئے مغفرت ونجات کا فیصلہ کردے، جس شخص کو اس ماہ مبارک میں نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس لئے جس قدر ممکن ہوسکے اس ماہ میں یہ کوشش کی جائے کہ یہ مہینہ دل جمعی اور عبادت میں گذرے، اس کے ایک لمحہ لمحہ کو غنیمت جانئے، تلاوت قرآن سے زبان کو تر اور دل کو روشن کرتے رہے، فحش گوئی، بدگوئی اور غیبت وچغلخوری سے زبان کو گندی نہ کیجئے، اس سے روزہ کی نورانیت وروحانیت ختم ہوجاتی ہے، رمضان کی راتوں کو غفلت وسستی میں ضائع نہ کیجئے، بلکہ پابندی سے تراویح کی نماز کا باجماعت بیس رکعت پڑھنے کا اہتمام کیجئے، صدقہ وخیرات کیجئے، حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ یہ مہینہ ہمدردی وغم خواری کا بھی ہے اللہ نے جن لوگوں کو مال ودولت کی نعمت سے نوازا ہے وہ خدا کے راستوں میں خرچ کرتے رہیں، روزہ دار کو افطار کرائے، غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کیجئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عام دنوں سے زیادہ اس مہینہ میں حاجت مندوں پر خرچ کرتے تھے اور شاید اسی بنیاد پر حضرت امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اس ماہ اغنیاء کا سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو جو دولت دی ہے وہ اس کو پوری جوانمردی، فیاضی اور خلوص دل کے ساتھ دیں، اسلام کے کاموں میں خرچ کریں، اگر ہم مسلمان عبادت ونوافل کے اہتمام کے ساتھ حسب استطاعت خرچ کرتے رہیں گے تو کیا عجب ہے کہ ہمارا شمار بھی ان خوش نصیب بندوں میں ہوجائے جن کے لئے مغفرت اور نجات کا فیصلہ اس مبارک مہینہ میں ہونے والا ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

۲۰/رکعات تراویح کا ثبوت

س: تراویح کی نماز کتنی رکعت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی رکعت پڑھنا ثابت ہے؟ حضرات صحابۂ کرام اور امت کا تعامل کیا ہے؟ کیا بیس رکعت تراویح پر حضرات صحابہ کا اجماع ہے؟ مفصل، مدلل اور تشفی بخش جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ج: صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھائی، اگلی رات جبکہ حضرات صحابہ کرام کثیر تعداد میں موجود تھے اور بڑے شوق سے آپ کے منتظر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز نہیں پڑھائی محض اس خوف اور اندیشہ سے کہ کہیں فرض نہ ہوجائے اور امت حرج میں مبتلا نہ ہوجائے (صحیح البخاری:۱/۱۵۲)۔ ان راتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعات تراویح کی نماز پڑھائی، اس سلسلہ میں مصنف ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی جو روایت ہے اس سے تراویح کی بیس رکعت کا ثبوت ملتا ہے، اس روایت پر سندی اعتبار سے بحث کی گئی ہے، کچھ حضرات نے صحیح قرار دیا ہے اور کچھ حضرات نے اگرچہ اس کی سند پر کچھ کلام کیا ہے، لیکن اس روایت کی تائید حضرات صحابہ کرام کے اجماع اور امت کے تعامل سے حاصل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ کرام متفرق طور پر تنہا تنہا یا مختلف ٹولیوں میں نماز تراویح ادا کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت آیا، آپ نے سبھوں کو ایک قاری حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنے کا حکم دیا، اس وقت حضرات مہاجرین وانصار اور ازواج مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب موجود تھے اور یہ فیصلہ سبھوں کی موجودگی میں ہوا، لیکن کسی نے بھی اس فعل پر نکیر نہیں کی، بلکہ سبھوں نے اس کی تائید وموافقت کی، اس طرح تمام حضرات صحابہ کرام کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہوگیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ اور حضرات صحابہ کرام کی موافقت اس بات پر دلیل ہے کہ ضرور ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تراویح کی بیس رکعات پڑھتے دیکھا ہوگا اور آپ نے پڑھایا ہوگا، ورنہ آپ کے عمل کے خلاف حضرت عمر اور حضرات صحابہ کرام فیصلہ کی جرأت نہیں کرسکتے تھے، چنانچہ اسی تعلق سے حضرت امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک حضرت عمرؓ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی اصل اور دلیل نہ ہو حضرت عمرؓ اپنی طرف سے ایسا نہیں کرسکتے تھے اور نہ ہی وہ اس معاملہ میں کوئی نئی چیز ایجاد کرنے والے تھے (الاختیار:۱/۶۸-۶۹، بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ:۲۷/۱۳۸)۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر حضرات صحابہ کرام کا اجماع ہے: ’’قال الکاسانی: جمع عمر أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فصلی بھم عشرین رکعۃ ولم ینکر علیہ احد فیکون اجماعاً منھم علی ذالک‘‘ (بدائع الصنائع:۲/۶۴۴)

علامہ علی بن سلطان القاری الحنفی فرماتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہے: ’’قال العلامۃ علی بن سلطان القاری الحنفی اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃ‘‘ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح:۳/۱۹۴)

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’المغنی‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں: عہد فاروقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیس رکعات تراویح کا حکم دینا اور حضرات صحابہ کرام کا باتفاق اس پر عامل ہونا یہ اجماع سے کم نہیں ہے اور یہی اتباع کے زیادہ لائق ہے: ’’روی مالک عن بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ وعن علی أنہ أمر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ وھذا کالاجماع... ثم لوثبت ان اھل المدینۃ کلھم فعلوہ (ای صلو سنۃ وثلاثین) لکان مافعلہ عمر واجمع علیہ الصحابۃ فی عصرہ اولیٰ بالاتباع‘‘ (المغنی:۱/۷۹۹)

کشاف القناع میں ہے: قال الحنابلۃ: ھذا فی مظنۃ الشھرۃ بحضرۃ الصحابۃ فکان اجماعاً والنصوص فی ذالک کثیرۃ‘‘ (کشاف القناع:۱/۴۲۵، بحوالہ الموسوعۃ الفقھیۃ:۲۷/۱۴۱)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’الام‘‘ میں فرماتے ہیں: میرے نزدیک بیس رکعات تراویح ہی زیادہ راجح ہے، اس لئے کہ حضرت عمرؓ سے یہی مروی ہے اور اہل مکہ کا معمول بیس رکعات کا ہے: ’’واما قیام شھر رمضان... ورأیتھم بالمدینۃ یقومون بتسع وثلاثین واحب الیّ عشرون، لأنہ روی عن عمر وکذالک یقومون بمکۃ ویوترون بثلاث‘‘ (الام:۱/۲۶۰، باب الوتر)

بہرحال بیس رکعات تراویح پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں حضرات صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا، خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں بھی یہی معمول رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے لازم پکڑلو: ’’علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا بالنواجذ‘‘ (رواہ ابو داؤد والترمذی، قال الترمذی حدیث حسن صحیح)

زمانہ خیر القرون خلفاء راشدین اور عہد صحابہ سے لے کر اب تک جتنے بھی حضرات تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہم اللہ سب کے سب بیس رکعات تراویح کے قائل تھے، تمام مسلمانان عالم مشرق ومغرب میں ہر جگہ بیس رکعات ہی پڑھاتے رہے، مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ دونوں مراکز اسلام میں بھی بیس رکعات تراویح پڑھنے پڑھانے کا معمول اب بھی جاری وساری ہے، آٹھ رکعات تراویح اجماع صحابہ اور فقہاء امت کے خلاف ہے: فذھب جمھور الفقھاء من الحنفیۃ والشافعیۃ والحنابلۃ وبعض المالکیۃ الیٰ ان التراویح عشرون رکعۃ لماروا ہ مالک عن یزید من قیام الناس فی زمان عمر رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ وجمع عمر الناس علیٰ ھذا العدد من الرکعات جمعا مستمرا‘‘ (الموسوعۃ الفقھیۃ:۲۷/۱۴۱) علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: ’’وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً‘‘ (شامی:۲/۴۹۵) ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 14 مورخہ ۲؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۴؍اپریل ۲۰۲۲ء روز سوموار

پُرامن زندگی

اسلام اخوت ومحبت، رافت ورحمت، شفقت ومروت، امن وآشتی، مدارات ومواسات کا مذہب ہے، وہ یکجہتی کی ان تمام کوششوں کو سراہتا ہے، جو اسلامی عقائد ونظریات سے متصادم نہ ہوں، اور جن سے دوسرے ادیان کی مشابہت لازم نہ آتی ہو، اس کے برعکس وہ فتنہ وفساد کی ہر کوشش اور اس کے برپا کرنے کو مذموم قرار دیتا ہے، اس سلسلہ میں اس کا بہت صاف اور واضح اعلان ہے: فتنہ قتل سے بڑی چیز ہے۔ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو۔ ایک دوسری آیت میں ان قوموں کا تذکرہ کرتے ہوئے جنھوں نے فتنہ وفساد کو اپنا شعار بنالیا، ارشاد فرمایا: جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو فرو کردیتے ہیں، اور وہ ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔ ایک اور آیت میں حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ بیان کرکے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا۔ ارشاد فرمایا: جو کوئی کسی کی جان لے بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان لی ہو، یا زمین میں فساد کیا ہو، تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا، اور جس نے کسی کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا۔

اس آیت میں اگر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ انسانی جان کی حرمت وعظمت کا معیار قلت وکثرت پر اسلام نے نہیں رکھا، بلکہ ایک ایک فرد کو پوری سوسائٹی کے قائم مقام بنادیا، اس لیے کہ ایک ایک جان انسانیت کی متاع عزیز ہے اور اس کا ضیاع انسانیت کی ضیاع کے مترادف ہے۔

فساد پھیلانے والے چوں کہ انسانی جان کے ساتھ املاک کو بھی تباہ کردیا کرتے ہیں، پھر ان کے ساتھ حکومت کی مشنری بھی شامل ہوجائے تو یہ فساد اپنے ساتھ اور بھی تباہی لاتا ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے ایسی حاکمانہ قوت وطاقت کی بھی مذمت کی، جو اچھے مقاصد میں استعمال ہونے کے بجائے ظلم وستم اور غارت گری کے لیے استعمال کیا جارہا۔ ارشاد فرمایا: اور جب وہ حاکم بنتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، اور کھیتوں اور نسلوں کو تباہ کرتا ہے اور اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

احادیث میں بھی تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے ارشادات کثرت سے پائے جاتے ہیں، جن میں بے گناہوں کے خون بہانے کو بدترین گناہ کہا گیا ہے، حضرت انسؓ بن مالک کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور قتل نفس ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن اپنے دین کے دائرے میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ حرام خون نہیں بہاتا۔ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور پہلی چیز جس کا فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جائے گا وہ خون کے دعوے ہیں۔ اسلام نے قتل سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنے کے بعد ان اخلاقی قدروں پر زور دیا جن پر عمل پیرا ہونے سے فساد کا اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا، اس سلسلے میں فساد کے تین اہم ذرائع زر، زن، زمین کی محبت واہمیت انسانی قلوب سے نکالنے کی کوشش کی، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے: مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی ایک رونق ہیں۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہیں۔

ایک اور آیت میں انسان کو امراء اور سرمایہ داروں کی طرف حریصانہ نگاہ ڈالنے سے منع کیا اور اسے عارضی بہار قرار دیا اور فرمایا: اور اپنی نگاہیں ہرگز ان چیزوں کی طرف نہ دوڑانا، جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو آرائش دنیا کی دے رکھی ہیں تاکہ انھیں اس سے آزمالیں، تیرے رب کا دیا ہوا ہی (بہت) بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے۔

روزگار کے مواقع کی تلاش

انتخاب کے موقع سے رائے دہندگان کو سبز باغ دکھانے کی جو روایت رہی ہے، وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، ہر پارٹی اپنے منشور اور مینی فیسٹو میں بڑے بڑے اعلان کرتی ہے، جن کے پورے کرنے کی نوبت عام طور سے نہیں آتی ہے، سیاسی لیڈران خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ تو وعدہ ہے اور وعدوں کا کیا کرنا۔

ان وعدوں میں ایک بڑا وعدہ بے روزگاری دور کرنے اور نئی بحالیوں کے مواقع اور امکانات تلاش کرنے کا ہے، لیکن سب جگہ یا تو لوگ پہلے سے ہی ضرورت سے زائد ہیں یا پھر مشینوں کے استعمال کی وجہ سے افرادی قوت کی ضرورت کم ہوگئی ہے، بڑے بڑے اسٹیل پلانٹ، صنعتی کارخانے اور کمپنیوں میں پہلے کی بہ نسبت چوتھائی لوگوں سے کام چلایا جارہا ہے، جو سبکدوش (ریٹائر) ہوگیا اس کی جگہ نئی بحالیاں نہیں ہورہی ہیں، کورونا نے چھوٹی صنعت اور غیر منظم سکٹر کے کام کو بری طرح متاثر کیا ہے اور کام بند ہوجانے کی وجہ سے بہت سارے لوگ بے روزگار ہوگیے ہیں۔

ایسے میں بیس، پچیس لاکھ روزگار کے نئے مواقع کس طرح پیدا ہو سکتے ہیں، نئی آسامیاں کس طرح نکالی جاسکتی ہیں، یہ ایک سوال ہے جو حکمراں طبقہ کو پریشان کیے ہوئے ہے۔ وزیر خزانہ نرملا سیتارمن نے اپنے بجٹ بھاشن میں اس موضوع پر کہا کہ پائپ لائن کا جو کام حکومت کے زیر غور ہے اس میں اگلے پانچ سالوں میں ساٹھ (۶۰) لاکھ ملازمت کے مواقع ہیں، یعنی سالانہ بارہ (۱۲) لاکھ نوکریاں۔ کیا یہ بے روزگار نوجوانوں کے لیے کافی ہے؟ یقیناً یہ کافی نہیں ہے، اس کے علاوہ ہر سال ایک کروڑ اسی لاکھ لڑکے اٹھارہ سال کے ہوجاتے ہیں اور ان کے ہاتھوں کو بھی کام چاہیے، زراعتی میدان میں جو لوگ کام سے لگے ہوئے ہیں، انہیں بھی کم تنخواہ اور مختلف زمینی وآسمانی آفتوں کی وجہ سے اس حلقہ کو خیرآباد کہنا پڑ رہا ہے، ایک اندازہ کے مطابق زراعت کے میدان سے ہٹ کر دس کروڑ لوگ دوسرے کاموں میں مشغول ہوکر اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں، ایسے افراد بھی بے روزگار کے زمرے میں داخل ہوجاتے ہیں، اس طرح دیکھیں تو کم وبیش ہر سال بیس (۲۰) کروڑ لوگ بے روزگار ہوتے ہیں اور انہیں روزگار فراہم کرنا آسان نہیں ہے، وزیر اعظم نریندر مودی کی تجویز کے مطابق پکوڑے اور پان بیچنے والوں کو بھی برسرروزگار مان لیا جائے تو بھی یہ مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا۔

اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ نئے پروجیکٹ شروع کیے جائیں، ایک کروڑ کی آبادی والے ہر علاقہ میں نئے شہر آباد کرنے کا منصوبہ بنایا جائے تو ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے بہت سارے لوگوں کی ضرورت پڑے گی، یہ ضرورت ملازمت میں تبدیل ہوسکتی ہے، چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے فروغ کے ذریعہ بھی بڑی حد تک بے روزگاری دور کی جاسکتی ہے، لیکن اس کے لیے سرکاری سطح پر مالیات کی فراہمی کو یقینی بنانا ہوگا، جو کارخانے پہلے سے کام کررہے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے منصوبوں میں بھی بہت سے لوگ کھپ سکتے ہیں، پیداوار زیادہ ہوگی تو اس کی مارکیٹنگ کے لیے بھی اچھے خاصے افراد کی ضرورت ہوگی، اسی طرح نئے کارخانے لگاکر ملکی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، اور جی ڈی پی (GDP) کی شرح دس فی صد تک بڑھائی جاسکتی ہے، لیکن اس میں بڑی رکاوٹ محنت سے متعلق ہندوستانی قانون ہے، جس میں مذکور شرائط مزدوروں اور بے روزگاروں کے حق میں کم اور مالکان کے حق میں زیادہ ہیں، جس کی وجہ سے کام کرنے والوں کا استحصال ہوا کرتا ہے، جن شرائط اور مطلوبہ صلاحیت کا ذکر ان قوانین میں موجود ہیں، اس کے پیش نظر ایک غیر ملکی مزدور تنظیم نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ آنے والے سالوں میں صلاحیتوں کی کمی کی وجہ سے ۲۰۳۰ء تک ہمارے پاس دو کروڑ نوے لاکھ نوکریاں متعینہ صلاحیتوں کے نہ ملنے کی وجہ سے کم ہوجائیں گی اور کام رہتے ہوئے بے روزگاری کا تناسب بڑھے گا، اگر یہ پیشین گوئی صحیح ہے تو ہمیں صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے بڑے پیانے پر تربیتی نظام کی ضرورت ہوگی، یہ تربیتی نظام سرکار ہی چلاسکتی ہے اس لیے کہ اس میں بھی کثیر رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان حالات میں حکومت کو خواہ وہ ریاستی ہو یا ملکی، بہت سوچ سمجھ کر طویل منصوبہ بندی کرنی چاہیے؛ تاکہ ان ناگفتہ بہ حالات پر قابو پایا جاسکے، نوجوانوں کو روزگار نہیں ملے گا، تو وہ تیزی سے مجرمانہ کاموں کی طرف بڑھیں گے اس طرح ملک کا مستقبل تباہ ہوگا، جو انتہائی غلط ہوگا، خود ان کی ذات کے لیے بھی اور ملک کے لیے بھی۔

مکیش سہنی کی چھٹی

وی آئی پی کے بانی وصدر جناب مکیش سہنی کی وزارت سے چھٹی ہوگئی ہے، وہ حکومت بہار میں وزیر ماہی پروری وآب پاشی تھے، حال ہی میں ان کی پارٹی کے سبھی تین ارکان اسمبلی نے وی آئی پی چھوڑ کر بی جے پی میں شمولیت اختیار کرلی تھی اور ان کی پارٹی کا نام ونشان اسمبلی میں ختم ہوگیا تھا، مکیش سہنی جو اپنے کو "سن آف ملاح" کہلوانا پسند کرتے ہیں، بی جے پی کوٹے سے وزیر بنے تھے اور بی جے پی نے اپنے حصہ کی سیٹ انہیں مہیا کرائی تھی، ایسے میں اخلاقی طور پر انہیں خود سے مستعفی ہوجانا چاہیے تھا، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا، مجبوراً وزیر اعلیٰ کو بھاجپا کے دباؤ میں ان کی چھٹی کے لیے گورنر سے درخواست کرنی پڑی اور گورنر نے انہیں وزارت سے برطرف کردیا، اسے کہتے ہیں بڑے آبرو ہوکر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔

مکیش سہنی جواں سال سیاست داں ہیں، وہ ایک جلسہ ذات کی بنیاد پر گاندھی میدان میں کرکے سیاست میں داخل ہوئے، تیزی سے ابھرے، اپنی جگہ بنائی، ایم ایل سی بنے، وزارت کی کرسی تک پہونچے اور پھر اسی تیزی سے بی جے پی سے پنگا لے کر آسمان سے زمین پر آگرے، تجربات کی کمی اور سیاست میں کچھ بھی ہوجانے کی قدیم روایت نے انہیں یہ دن دکھایا، وہ ایم ایل سی ہیں اور ظاہر ہے وہ بھی انہیں بی جے پی کی مہربانی سے حاصل ہوئی ہے، لیکن وہ اس بات کو نہیں مانتے، ان کا کہنا ہے کہ ہم ایم ایل سی "انوکمپا" کی بنیاد پر نہیں بنے ہیں۔

مکیش سہنی سیاست میں اس وقت اپنے وجود اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں، جنگ میں فتح وشکست کے امکانات ہوا کرتے ہیں، ایسا ممکن ہے کہ اس شکست کے بعد وہ دوبارہ ابھر نہ پائیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ توڑ جوڑ کی سیاست میں پھر سے وہ اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوجائیں، ملاح برادری کے لوگ انہیں اپنا لیڈر مانتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اگلے انتخاب تک ووٹ کی سیاست میں "سن آف ملاح" کی اہمیت بڑھ جائے۔

آمریت کی طرف بڑھتے قدم

وی ڈیم انسٹی ٹیوٹ (ورائٹیز آف ڈیموکریسی) دنیا بھر میں جمہوری صورت حال کا جائزہ لینے اور اسے عام کرنے کا کام کرتی ہے، اس کی حالیہ رپورٹ اسی مہینہ کے اوائل میں سامنے آئی ہے، جس کے مطابق ہندوستان سرفہرست ان دس ملکوں میں شامل ہے جہاں مطلق العنان حکومت ہے، ہندوستان کے علاوہ اس فہرست میں ای سلواڈور ترکی اور ہنگری کا نام بھی شامل۔ تجزیہ نگار کے خیال ہے کہ آئندہ دنوں میں ان ملکوں میں جمہوریت کی صورت حال مزید خراب ہوگی، اس کے قبل وی وائر نے اپنے رپورٹ میں ہندوستان کو ان ملکوں کے ساتھ رکھا تھا، جس میں انتخابی تاناشاہی عروج پر ہے، سویڈش انسٹی چیوٹ نے ۲۰۲۲ء میں جمہوریت سے متعلق اپنی ایک رپورٹ آٹو کریٹائزیشن چیلنجنگ نیچر میں بتیس (۳۲) ممالک میں تاناشاہی کی نشان دہی کی ہے، جس میں ہندوستان بھی شامل ہے، اس رپورٹ میں پندرہ (۱۵) ایسے ممالک کا بھی ذکر کیا گیا ہے جہاں جمہوریت کی لہر دیکھنے کو مل رہی ہے، اس رپورٹ کے مطابق افغانستان، بنگلہ دیش کمبوڈیا، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، فلپائن، برازیل، پولینڈ، سربیا اور ترکی بھی تاناشاہی میں ہندوستان کے قدم بقدم چل رہے ہیں، ان رپورٹوں میں ہندوستان میں آمریت اور تاناشاہی کی وجہ ہندو قوم پرست ایجنڈے کے نفاذ کو قرار دیا گیا ہے، جمہوریت کی حالت اعداد وشمار کے اعتبار سے دیکھیں تو ۲۰۱۳ء کے مقابلے ۲۰۲۰ء میں ۲۳ء۰ کی گراوٹ درج کی گئی، ۲۰۱۲ء میں ہندوستان میں جمہوریت کی سطح عروج پر تھی اور اس کا گراف ۵۷ء۰ تھا، گذشتہ دس سالوں کا جائزہ لیں تو یہ سب سے بڑی گراوٹ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان تیزی سے آمریت کی طرف بڑھ رہا ہے اور جمہوری اقدار دن بدن گھٹتے جارہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ڈاکٹر عباد الرحمن نشاط

ام القریٰ یونیورسیٹی مکہ معظمہ کنگ خالد یونیورسیٹی ابہا سعودی عرب، ناردن الی نوائے یونیورسیٹی (NORHERN ILLINOIS UNIVARCITY) کے سابق پروفیسر، ندوۃ العلماء، لکھنؤ کی مجلس انتظامی ونظامت کے سابق رکن، مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے دست گرفتہ، صحبت وبیعت مجاز اور معتمد خاص، کئی کتابوں کے مصنف ومترجم ڈاکٹر عیاد الرحمن نشاط نے ۲۵؍رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ مطابق ۸؍مئی ۲۰۲۱ء کو اس دنیا سے رخت سفر باندھا، اس طرح علم وعمل اور فکرونشاط کے اس پیکر خاکی کو لحد نے اپنے اندر سما لیا، لیکن ان کی خدمات، تصوف سے ان کا شغف، خانوادۂ حضرت علی میاںؒ سے قربت، تاریخ کا حصہ ہے اور اسے کسی طور فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر عیاد الرحمن نشاط بن شاہ افضال الرحمن کا مولد ومسکن لکھمیاں بیگوسرائے بہار ہے، بعد میں اوکھلا دہلی کو انہوں نے اپنا مستقر بنا لیا تھا۔ ۱۰؍جون ۱۹۴۲ء کو اس عالم رنگ وبو میں تشریف آوری ہوئی، والد علاقہ کے مشہور زمیندار اور ایک اسکول میں استاذ تھے، لیکن ابھی ڈاکٹر عباد الرحمن نے عمر کی چھ بہاریں ہی دیکھی تھیں، کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، دس سال کے ہوئے تو والدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں، اس کے باوجود ڈاکٹر عباد الرحمن نے اپنی تعلیم مکمل کی اور ۱۹۷۰ء میں انگریزی زبان وادب سے آپ نے ایم اے کیا اور لکچرر کی حیثیت سے ایک کالج میں بحال ہو گیے، انگریزی زبان وادب میں کمال پیدا کرنے کے لیے انہوں نے امریکہ کا تعلیمی سفر کیا، وہاں سے فراغت کے بعد سعودی عرب اور امریکہ کے کئی کالج اور یونیورسیٹیوں میں تدریسی خدمات انجام دیں اور انگریزی زبان وادب کے رمز شناش اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے علمی دنیا میں اپنا مقام بنایا اور پوری زندگی صدق وصفا کے ساتھ گذار دی۔

ڈاکٹر صاحب اصطلاحی اور رسمی طور پر عالم نہیں تھے، لیکن ان کا خانوادہ اللہ والوں کا تھا، اور یہ نسبت نسلا بعد نسل منتقل ہو کر ڈاکٹر صاحب تک پہونچی تھی، ڈاکٹر صاحب کا نسبی تعلق حضرت شیخ سلطان مجددی بلیاوی بہاری سے تھا، جو عہد شاہ جہانی اور عالمگیری کے ممتاز ترین بزرگ تھے۔ شیخ صاحب حضرت سید آدم بنوری (م ۱۰۵۳) کے خلفا میں سے تھے، ان کے ایک دوسرے خلیفہ خانوادۂ حضرت علی میاںؒ کے مورث اعلیٰ سید شاہ علم اللہ حسنی رائے بریلوی (م ۱۰۹۶) تھے، ان دونوں خاندانوں میں جو قربت بڑھی اور حضرت مولانا علی میاںؒ کی جو توجہ خاص ڈاکٹر عباد الرحمن نشاط کو ملی اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی۔

ڈاکٹر عباد الرحمن نشاط انگریزی زبان وادب کے آدمی تھے، لیکن ان کی فکر اسلامی تھی، عہد شباب سے ہی انہیں علماء اور بزرگان دین کے احوال وکوائف کے مطالعہ کا شوق تھا، اس شوق نے ان کی رہنمائی حضرت مولاناؒ کی کتاب ''سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری'' تک کی، اس کے مطالعہ کے بعد ان کا ذہن تصوف کی طرف مائل ہوا، سوانح مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مطالعہ سے تصوف کے رموز ونکات کے سمجھنے اور عملی طور پر برتنے کا شعور پیدا ہوا، حضرت مولانا علی میاںؒ سے بیعت کا تعلق قائم ہوا، حضرت نے تصوف کے چاروں مشہور سلاسل تصوف قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ کے ساتھ حضرت آدم بنوری کے خاص سلسلہ ''احسنیہ'' میں بھی بیعت لیا، اور بعد میں ان تمام سلاسل میں خلافت عطا فرمائی اس خلافت کے پاس ولحاظ اور آخرت سنوانے کی فکر کی وجہ سے دم واپسیں تک ڈاکٹر صاحب نے سلوک وتصوف کے رموز ونکات کو سمجھنے اور برتنے میں لگا دیا، عمر کے آخری دور میں ڈاکٹر عباد الرحمن نشاط کی ذکر وفکر کے ساتھ اصلاحی اور تربیتی مجلس لگا کر لی تھی، یہ مجلیس عموما احمد عبداللہ عثمانی کے گھر پر ہفتہ واری ہوا کرتی تھیں۔

مزاجی اعتبار سے آپ انتہائی نرم واقع ہوئے تھے، مسکراتا ہوا چہرہ گفتگو کا سلیقہ، آواز میں نرمی، لہجے کی مٹھاس، ریا ونمود ونمائش سے دور، ان کی عملی زندگی اور اصلاح حال کے لیے ان کے جذبے کی صداقت سے جو پیکر اور مجسمہ تیار ہوا وہ لوگوں کے لیے انتہائی پرکشش تھا اور لوگ ان کی طرف کھنچے ہوئے چلے آتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایمانی، اسلامی، احسانی زندگی کے ساتھ انگریزی میں تصنیف وتالیف اور ترجمہ نگاری کا بہت اچھا ملکہ دیا تھا، چنانچہ انہوں نے حضرت مولانا علی میاںؒ کی کئی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور مغربی دنیا تک اسے پہونچایا، انہوں نے سید احمد شہیدؒ کی اسلامی تحریک کا جامع تعارف انگریزی زبان میں، سید احمد شہید-تحریک اور اثرات SAYYID AHMAD SHAHEED : LIFE MISSION AND CONTRIBUTINS کے نام سے کرایا، اس کے علاوہ تعدد ازدواج، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی تعلیمات پر ان کی کتابیں مشہور ہیں، انہوں نے آخری عمر میں ایک جامع کتاب اپنے جد امجد حضرت شیخ سلطان مجددی لکھمنیاوی کی سیرت اوصاف اور تعلیمات پر لکھی جو ان کی آخری مطبوعہ کتاب ہے، اس کتاب پر مولانا محمد کلیم صدیقی پھلتی دامت برکاتہم کا مقدمہ ہے، انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے ذاتی احوال واوصاف کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے، اس پر اپنی بات ختم کرتا ہوں، لکھتے ہیں: ''انہیں حضرت شاہ سلطان کے احفاد میں ہونے کی نسبت حاصل ہے اور اس سے زیادہ خود وہ تعلق مع اللہ اور سنت وشریعت کے معاملہ میں حد درجہ محتاط اور ورع وتقویٰ کے لحاظ سے بھی اس دینی وروحانی دولت کے نمونہ اور امین ہیں جو اس مجددی سلسلہ کا امتیاز ہے''۔

کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عکس خیال

''عکس خیال'' مولانا احمد حسین قاسمی مدنی متخلص محرم قاسمی دربھنگوی معاون ناظم امارت شرعیہ، ساکن بردی پور (بستوارہ) دربھنگہ کا پہلا مجموعۂ کلام ہے، جسے اردو ڈائرکٹوریٹ حکومت بہار کے مالی تعاون سے انہوں نے شائع کرایا ہے۔

''عکس خیال'' میں ایک حمد، چار مناجات، ایک نعت پاک، اکتیس (31) غزلیں، چونتیس (34) نظمیں، قطعات وابیات اور مختلف عنوانات کے تحت متفرق اشعار ہیں، محرم دربھنگوی بنیادی طور پر غزلوں اور نظموں کے شاعر ہیں، دوسرے اصناف میں انہوں نے شاعری ضرور کی ہے، لیکن ان کا اصل رنگ انہیں دونوں میں واضح ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب قطعا نہیں ہے کہ وہ حمد ونعت، مناجات، قطعات وابیات کے کہنے پر قادر نہیں ہیں، قادر ہیں اور خوب قادر ہیں، ان چیزوں پر ان کی قدرت کا اندازہ اسی مجموعہ میں شامل ان کی حمد ومناجات اور نعت سے لگایا جا سکتا ہے، لیکن جس کو ذہنی افتاد کہتے ہیں اس کا رخ غزل اور نظموں کی طرف زیادہ ہے۔

محرم کی شاعری کے جو بنیادی عناصر ہیں اس میں مذہبی اقدار، شرعی احکام کا پاس ولحاظ، عمل پر آمادہ کرنے کی کوشش اور کاکل وگیسو سے اجتناب کا غلبہ ہے، انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ

پیتا ہوں مگر طرز قدح خوار سے ہٹ کر
کہتا ہوں غزل میں لب ورخسار سے ہٹ کر

لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ انہوں نے بالکلیہ اس سے نظر موڑ لیا ہے، غالب کو ہر چند کہ مسائل تصوف پر گفتگو کرنی ہوتی، بادہ وساغرہ کہے بغیر بات بنتی نہیں تھی، محرم ہر چند کہ عارض ورخسار، کاکل وگیسو، ہجر وصال کی حکایات شعر کے قالب میں ڈھالنے سے گریز کرتے ہیں، لیکن غزل تو محبوبہ سے گفتگو کا ہی نام ہے اور محبوبہ کے قد وقامت کو دیکھ کر سبحان اللہ تو کہا جا سکتا ہے، لیکن گفتگو آیات قرآنی کے ذریعہ تو نہیں کی جا سکتی، اس لیے غزل میں ان خصوصیات کا انہیں پاس ولحاظ ہے، شعر دیکھ لیجئے

شب ہجر جس کی نہ ہو سکی کبھی سحر وصل سے آشنا
یہ اسی کا درد فراق ہے، اسی غم زدہ کا پیام ہے

ایک شعر اور پڑھیے

کبھی شوق وصل نے خود دل ناز کو ستایا
کبھی ہجر نے مصیبت کا پہاڑ مجھ پہ ڈھایا

محرم شاعری عالمانہ شان کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اسے مولوی کا وعظ نہیں بناتے، باتیں سلیقے سے کہتے ہیں اور سلیقہ سے کہنے کا یہ فن انہوں نے کلیم عاجز سے سیکھا ہے، جنہوں نے محرم دربھنگوی کی بہت ساری غزلوں پر اصلاح دی ہے، محرم ان سے بہت متاثر ہیں۔ اسی لیے انہوں نے ایک غزل میں کلیم عاجز کے اسلوب ''کردہو'' کی پیروی کی ہے۔

محرم دربھنگوی اوزان وقافیہ اور بحور سے پورے طور پر واقف ہیں، اس لیے انہوں نے اپنے اشعار میں قافیہ ردیف کے ریشمی تاروں پر بل نہیں آنے دیا ہے، بحور کی پابندی میں بھی انہوں نے اپنا کمال دکھایا ہے، اسی لیے ان کی شاعری میں فکر کی پختگی اور فنی گرفت کا پتہ چلتا ہے۔

محرم کی شاعری کی عمر ان کی اپنی عمر سے کافی کم ہے، ابھی ان کو بہت اوپر جانا ہے، کسی بھی شاعر کے پہلے مجموعہ کلام کو دیکھ کر اس کی قدر ومنزلت اور مقام ومرتبہ کی تعیین نہیں کی جا سکتی، البتہ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ شاعر کی قوت پرواز کا کیا حال ہے، اور اٹھان کس قدر ہے، عکس خیال کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی قوت پرواز اونچی ہے اور وہ بھیگے ہوئے پروں سے بھی پرواز کا حوصلہ رکھتے ہیں، ان کی اٹھان بھی زبردست ہے، انہوں نے اپنے پہلے مجموعۂ کلام کے اشعار سے قاری کو اپنی جانب متوجہ ہی نہیں کیا چونکا بھی دیا ہے اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں ہے۔

محرم کے اشعار کی بڑی خوبی اس کی سلاست اور روانی ہے، ترکیب میں، تنافر حروف اور غرابت لفظی کا گذر نہیں ہے، معنی کی ترسیل کا فن انہیں خوب آتا ہے اس لیے وہ تعقید لفظی اور معنوی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، وہ باتیں صاف صاف کہتے ہیں اور اس طرح کہتے ہیں کہ سناتے وقت تحت اللفظ مزہ دے جائے اور جب ترنم سے پڑھا جائے تو اس کی غنائیت میں فرق نہ آئے، محرم خود بھی تحت اللفظ اور ترنم میں پڑھتے ہیں، اس لیے ان کی نظر اس پر گہری رہتی ہے۔

محرم کی شاعری میں عصری حسیت کی پوری جلوہ گری ہے، اس لیے پڑھنے اور سننے والے کا احساس ہے کہ محرم ماضی سے زیادہ حال میں جیتے ہیں، ماضی پیچھے چھوٹ چکا ہے، ہم اس سے اپنا رشتہ توڑ تو نہیں سکتے، لیکن حال کی پریشانی، سیاسی جماعتوں کی بازی گری، بڑھتی ہوئی نفرت، ٹوٹتے رشتوں کا کرب، مقصد کے حصول کے لیے جائز وناجائز طریقوں کے استعمال کو دیکھ کر شاعر خاموش نہیں رہ سکتا، اس کے دل کا کرب الفاظ کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، اسی کو عصری حسیت کہتے ہیں، اگر شاعری میں عصری حسیت نہ ہو تو وہ شاعری سے زیادہ تاریخ نگاری اور وقائع نویسی بن جاتی ہے، اور ادب کا رنگ وآہنگ پھیکا پڑ جاتا ہے، محرم کے یہاں تاریخ کے حوالہ سے جو باتیں آئی ہیں، ان میں انہوں نے تلمیح کا سہارا لیا ہے، وہ ایک لفظ استعمال کرتے ہیں اور تاریخ کے مختلف ادوار اور اس کے نتائج ہمارے سامنے آ جاتے ہیں، مثال کے طور پر یہ شعر دیکھئے۔

جس میں ہو جائے کوئی فاتح بیت المقدس
پھر وہی دور خلافت تو دوبارہ دیدے
خدایا پھر سے دے عبرت تو اس مرحوم امت کو
حکومت چھن گئی یا رب حجازی شہ سواروں کی

محرم کی نظموں کا رخ کریں تو ان میں غزلوں کی بہ نسبت پھیلاؤ زیادہ ہے، نظمیں رواں ہیں اور ان میں ایک قسم کی سبک روی پائی جاتی ہے، جیسے ہولے ہولے آبشاروں سے نکلتا پانی، (بقیہ صفحہ ۱۴؍پر)

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

کلک: مولانا رضوان احمد ندوی

بسم اللہ کی برکت

روم کے بادشاہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے کوئی دوا بھیج دیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے ایک ٹوپی بھیجی کہ اسے پہن لیں، چنانچہ جب وہ ٹوپی پہنتا سر کا درد اچھا ہو جاتا اور جب نکالتا تو پھر درد شروع ہو جاتا، اسے اس پر بہت تعجب ہوا، جب ٹوپی میں غور سے دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا" (تفسیر موضح القرآن) یہ تھی بسم اللہ کی برکت۔

ایک دیہاتی کی عجب دعاء

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے، اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور کعبۃ اللہ کا پردہ پکڑ کر بہت عاجزی کے ساتھ دعاء کرنے لگا اور زار و قطار رونے لگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رک گئے کہ کیا دعا کر رہا ہے، غور سے سنا تو دیکھا کہ وہ دعا کر رہا ہے، اے اللہ تو مجھے اپنے قلیل بندوں میں شامل کر لے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تعجب میں پڑ گئے، ایسی نادر دعاء میں نے کسی کو مانگتے ہوئے نہیں سنا، جب وہ دعا سے فارغ ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلا کر اس سے پوچھا کہ تیری دعا کا مقصد کیا ہے، اس دیہاتی نے کہا کہ میں سورہ سبا کی تلاوت کر رہا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وقلیل من عبادی الشکور" اور میرے بندوں میں سے بہت کم بندے شکر گذار ہیں تو میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ تو مجھے بھی اپنے ان قلیل بندوں میں سے بنادے جو تیرے شکر گذار ہیں، ناشکروں میں مجھے داخل نہ فرما، اپنے شکر گذار بندوں میں داخل فرما دیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور حاضرین سے کہا کہ دیکھو ایک دیہاتی بھی عمر سے زیادہ عالم ہے۔

جا میں نے تجھے آزاد کر دیا

امام بیہقی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سارا پانی حضرت علی کے اوپر گر پڑا، کپڑے بھیگ گئے، کنیز ڈر گئی کہ حضرت ناراض ہوں گے، اس نے فوراً یہ آیت پڑھی "والکاظمین الغیظ" (نیک بندوں کی صفت ہے کہ وہ غصہ کو پی جانے والے ہیں) یہ سنتے ہی خاندان نبوت کے اس بزرگ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، بالکل خاموش ہو گئے، اس کے بعد کنیز نے آیت کا دوسرا ٹکڑا "والعافین عن الناس" (لوگوں کو معاف کر دینے والے) پڑھ دیا، تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے دل سے بھی معاف کر دیا، کنیز بھی ہوشیار تھی، اس کے بعد اس نے تیسرا جملہ بھی سنا دیا "واللہ یحب المحسنین" اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں، حضرت علی نے یہ سن کر فرمایا کہ جا میں نے تجھے آزاد کر دیا (روح المعانی بحوالہ بیہقی)

ایک کفن چور کا عجیب واقعہ

حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلویؒ کے پاس ایک کفن چور آیا اور کہنے لگا کہ حضرت جی میں کیا بتاؤں؟ عجیب بات تو یہ دیکھی کہ مسلمان مُردوں کو دفن کرنے آتے ہیں اور منہ قبلہ کی طرف کر کے آتے ہیں، لیکن جب میں کفن چرانے کے لئے جاتا ہوں تو سب کا منہ قبلے کی طرف سے ہٹا ہوا ہوتا ہے، سوائے چند افراد کے، میں نے سب کا منہ قبلے سے ہٹا ہوا پایا مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کہ منہ ہٹ کیسے جاتا ہے اور کیوں ہٹ جاتا ہے، حضرت فرمانے لگے کہ بھائی، بالکل ہٹنا چاہئے، اس لئے کہ زندگی کا قبلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، قبر میں منہ قبلے کی طرف ان لوگوں کا رہتا ہے جن کا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف ہو اور جن لوگوں نے قبلہ اپنا بنا لیا ہو کسی نے روس والوں کو قبلہ بنا لیا، ان کا جھنڈہ لے کر پھرتے ہیں، کسی نے مغرب کو اپنا قبلہ بنا لیا ان کی سنتوں پر عمل کر رہے ہوں، یہ چاہتے ہیں کہ قبر میں ان کا منہ قبلہ کی طرف رہے؟ انہوں نے زندگی بھر منہ قبلہ کی طرف نہیں کیا تو مرنے کے بعد ان کا منہ قبلے کی طرف کیسے رہے گا؟ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اپنا قبلہ بناؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اعمال کو کرنے کی تاکید اور ہدایت فرمائی ہے ان کو اپناؤ، منہ قبلہ کی طرف رہے گا۔

چرواہا محبت الٰہی سے سرشار

حضرت جنید بغدادیؒ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ گذرے ہیں، ذکر و مناجات کثرت سے کیا کرتے تھے، ایک دفعہ مناجات کرتے ہوئے اللہ سے یہ درخواست کی کہ اے اللہ جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا؟ اس پر آواز آئی کہ اے جنید فلاں چرواہا تمہارا جنت کا رفیق ہوگا، چنانچہ حضرت جنید بغدادی ایک خاص تصور کے ساتھ چرواہے سے ملاقات کے لئے نکل پڑے اور اس کے پاس پہونچ کر کئی دنوں تک قیام کیا، اس کے شب و روز کے معمولات دیکھے، اس کے بعد اجنبی بن کر ایک دن اس سے پوچھا کہ بھائی تمہارے اندر کون سا ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے بارگاہ خداوندی میں تمہارا اتنا اونچا مرتبہ ہے؟ حالانکہ میں کئی روز سے تمہارے شب و روز کو دیکھ رہا ہوں، سوائے پنج وقتہ نمازوں کے اور کوئی خاص بات نظر نہیں آئی، اس لئے وہ خاص بات جاننا چاہتا ہوں، چرواہے نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے واقعہ یہی ہے اس کے علاوہ میرے اندر کوئی خاص بات نہیں ہے، میں یہ نہیں جانتا کہ ریاضت و مجاہدہ کیا ہوتا ہے اور باطن کیا ہوتا ہے، البتہ مجھ میں دو باتیں ایسی ہیں جن کو میں محسوس کرتا ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان سب پہاڑوں کو سونا کر دے اور میرے تصرف میں دیدے اور پھر وہ سارا سونا مجھ سے واپس لے لیا جائے تو مجھ کو اس کے جانے کا کوئی رنج و غم نہیں ہوگا، دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص مجھ پر احسان کرے یا ظلم کرے تو میں اس کو اس کی طرف سے نہیں سمجھتا، بلکہ اللہ کی طرف سے سمجھتا ہوں، یہ جواب سن کر حضرت جنید بغدادی حیران رہ گئے کہ یہ ایک چرواہے کی کیفیت ہے، سچ ہے کہ کیفیات محبت الٰہی سے پیدا ہوتی ہے اور جب محبت اس درجہ کو پہونچ جائے کہ بندہ اپنے کو محبوب کے حوالہ کر دے تو اس میں توکل کی ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جو دنیا کی دولت و ثروت کو ہیچ در ہیچ بنا دیتی ہے۔

ایک سبق آموز واقعہ

خلیفہ ہارون رشید ایک نیک دل بادشاہ گذرے ہیں ان کے زمانے میں بہلول نامی ایک شخص تھے، لوگ ان کو مجنون اور دیوانہ کہتے تھے، مگر در حقیقت وہ اللہ والے تھے، ایک دن بہلول بادشاہ سے ملنے گئے، ہارون رشید کے پاس ایک لکڑی تھی وہ بہلول کو دیدی اور کہا اے بہلول! تم سے زیادہ جو بے وقوف شخص ملے تم اس کو یہ لکڑی دیدینا، دو تین ماہ گذرنے کے بعد بادشاہ بیمار ہو گیا، بادشاہ کی حالت بہت خراب ہو گئی، سخت بیمار ہوا تو بہلول عیادت کے لئے گئے، بادشاہ کی حالت بہت نازک تھی، بہلول نے پوچھا کہاں کا سفر ہے؟ ہارون رشید نے کہا آخرت کا، فرمایا اچھا تو آپ نے اس سفر آخرت سے پہلے کتنی فوج آگے بھیجی، کیا توشہ بھیجی، بادشاہ نے کہا بہلول تم تو بڑے پاگل معلوم ہوتے ہو، کوئی سفر آخرت کے لئے جاتا ہے تو کیا اپنے ساتھ دنیا کا ساز و سامان لے کر جاتا ہے، بہلول نے کہا یہ لکڑی جو آپ نے مجھے دی تھی اور یہ کہا کہ تم سے زیادہ کوئی بے وقوف شخص ملے اس کو دیدینا، وہ لکڑی میرے پاس محفوظ ہے، آپ مجھ سے زیادہ بے وقوف شخص ہیں کہ دنیا کے سفر کے لئے تو لوگ توشہ لے کر جاتے ہیں اور تم آخرت کا اتنا طویل سفر کر رہے ہو جس سفر کے بعد واپسی کی بھی کوئی امید نہیں اتنا طویل سفر بغیر توشہ کے کر رہے ہو، لہٰذا مجھ سے زیادہ بے وقوف تم ہو، اس لکڑی کے تم ہی زیادہ مستحق ہو۔

مال برباد، گناہ لازم

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک شخص کا واقعہ بیان کیا کہ اس کی روز بستر پر پیشاب کرنے کی عادت تھی، اس کی وجہ سے اس کی بیوی تنگ آچکی تھی اور بیوی نے ملامت کی کہ یہ کیا خرافات ہے کہ تم اتنے بڑے ہو کر بستر پر پیشاب کرتے ہو؟ میں روز بستر کو دھوتے دھوتے تھک گئی، کہنے لگا کہ کیا بتاؤں، رات کو ہر روز شیطان خواب میں آتا ہے اور کہتا ہے، آؤ میں تمہیں سیر کرالاؤ، پھر کہیں راستہ میں پیشاب کی ضرورت ہو جاتی ہے تو میں خواب کے اندر قدمچہ پر بیٹھ کر پیشاب کرتا ہوں وہ بستر پر نکل جاتا ہے، بیوی کہنے لگی کہ جب شیطان تمہارا اتنا بڑا دوست ہے تو آج اس سے یہ کہنا کہ تیری دوستی کس کام آئے گی، ہم غریب آدمی ہیں، کہیں سے ہم کو بہت سے روپے دلوادو، مرد نے کہا بہت اچھا آج ضرور کہوں گا، چنانچہ رات آئی اور شیطان آیا تو اس نے بیوی کا پیغام پہونچا دیا، شیطان نے کہا تمہارے واسطے روپے بہت ہیں، اس کو ایک خزانے میں لے لیا اور اس کی کمر پر اتنے روپے لادے کہ میاں کا پاخانہ نکل گیا، صبح کو جو آنکھ کھلی تو بستر پر پاخانہ موجود تھا اور روپے غائب تھے، بیوی نے کہا کہ یہ کیا کیا تم نے؟ اس نے سارا واقعہ سنایا، وہ کہنے لگی، بس جی میں ایسے روپیوں سے باز آئی، تم روز پیشاب ہی کر لیا کرو، پاخانہ مت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کے کاموں میں روپیہ صرف کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے کہ روپیہ تو غائب ہو جاتا ہے اور نامہ اعمال میں اس کے گناہ باقی رہ جاتے ہیں۔

خوف خدا ہو تو ایسا...

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروا دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروا دے۔ مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آجائے تو یہ ہماری فوج کا کمانڈر انچیف بنے گا۔ ایسا بندہ آپ کو کہاں مل سکے گا۔ اس نے کہا، اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کا خیال تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا۔ چنانچہ اس نے اس کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت دیں گے۔ تم ہمارا مذہب اختیار کر لو۔ مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا، اس دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا، ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا، بیٹی! معاملہ یہ ہے وہ کہنے لگی۔ ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے راستہ پر لاتی ہوں۔
چنانچہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرے میں بند کروا دیا اور اس لڑکی سے کہا کہ تم اسے راستہ پر لے آؤ۔ اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتی۔ اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی۔ مگر انہوں نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ چالیس دن گذرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں۔ دنیا کا ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوب صورت ہوں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی رہی مگر تم نے تو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد نہیں ہے؟
انہوں نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیمات دو۔ چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کر دیں۔ شکار کرنے کو آئے تھے شکار ہو کے چلے۔ بالآخر وہ لڑکی اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا۔ وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اب میں مسلمان ہوں۔ لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی۔ بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی جس کی وجہ سے ان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی۔
حیرت کی بات ہے کہ ایک نوجوان لڑکی ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چالیس دن تنہائی میں کوشش کرتی رہی، مگر انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ یا اللہ! ہمیں تو حیرانی ہوتی ہے۔ فرشتوں کو بھی تعجب ہوتا ہوگا۔ یہ کس لئے تھا؟ اس لئے کہ ان کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس کے اندر سے گندگی نکل چکی تھی۔ مگر آج نوجوانوں کی حالت ایسی ہے کہ وہ گناہ اس لئے نہیں کر پاتے کہ کوئی گناہ کے لئے تیار نہیں ہوتا، ورنہ اگر کوئی گناہ کا اشارہ کر دے تو گناہ کے لئے بھی تیار ہو جائیں۔

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ کی حالیہ سرگرمیوں پر ایک نظر

مولانا محمد شبلی القاسمی

امارت شرعیہ کا قیام آج سے سو سال پہلے ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ اور اکابر علماء کرام کے ذریعہ اسلامی تشخص کے ساتھ ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر مسلمانوں کو متحد رکھنے اور مسلمانوں کی اجتماعی وانفرادی زندگی میں شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے ہوا تھا۔ الحمد للہ پورے ملک کے مسلمان بالخصوص بہار، اڈیشہ، وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے مسلمان اس ادارہ سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

اس وقت امارت شرعیہ کے آٹھویں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم ہیں، جو خانقاہ رحمانی مونگیر کے سجادہ نشیں، جامعہ رحمانی مونگیر کے سر پرست اعلیٰ، رحمانی 30، رحمانی فاؤنڈیشن اور اس جیسے مختلف اداروں کے روح رواں ہیں۔ مختصر دنوں میں کئی اہم اور بنیادی کام آپ کی توجہ سے امارت شرعیہ نے کیے ہیں، جن میں چند کو بطور نمونہ ذکر کیا جا رہا ہے۔

متعدد مقامات پر نئے دارالقضا کا قیام:

مسلمانوں کے مسائل اور آپسی جھگڑوں کے تصفیہ کے لیے امارت شرعیہ کے دارالقضاء کی خدمات بڑی اہم ہیں۔ جہاں پیچیدہ اور مشکل معاملات کم وقتوں میں حل کیے جاتے ہیں اور لوگوں کو تباہ و برباد ہونے سے بچایا جاتا ہے۔ یہاں زیادہ تر نکاح، طلاق، خلع، فسخ نکاح، ہبہ، وقف، وراثت، وصیت اور ملکیت سے متعلق تنازعات حل ہوتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت مدظلہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کل آبادی کے تناسب سے دارالقضا قائم ہو، اسی لئے محض چند مہینوں میں آپ کی خصوصی توجہ سے چار مقامات پر نئے دارالقضا کا قیام عمل میں آیا اور مزید چار نئے دارالقضا کی منظوری آپ دے چکے ہیں جو ان شاء اللہ مستقبل قریب میں قائم ہو جائیں گے۔ نئے دارالقضاء کے قیام کے بعد اب دارالقضاء کی کل تعداد ۷۲/ سے بڑھ کر ۷۶/ ہو گئی ہے۔ مندرجہ ذیل مقامات پر نئے دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا ہے۔ (۱) بیرگنج بسمریا ضلع ارریہ (۲) گچھیڈ ٹولہ موتیہاری مشرقی چمپارن (۳) امرد چلنا ضلع بانکا بہار اور (۴) جگت سنگھ پور صوبہ اڈیشہ اس سال دس نئے دارالقضاء کھلنے ہیں، اس طرح ان شاء اللہ چند ماہ میں یہ تعداد بیاسی تک پہونچ جائے گی۔ دارالقضاء کی بلڈنگ میں کار قضاء کے علاوہ متعدد فلاحی منصوبوں کو بھی ان شاء اللہ شروع کیا جائے گا۔

کئی نئے اسکولوں کا قیام:

امارت شرعیہ کے مقاصد میں فروغ تعلیم ایک اہم مقصد ہے، حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام مولانا سید محمد ولی رحمانی نور اللہ مرقدہ نے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تمام اضلاع میں CBSE طرز پر اسکول قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا، تاکہ اسلامی ماحول میں عصری علوم پڑھائے جائیں اور ان اسکولوں سے تعلیم پانے والے طلبہ وطالبات پختہ مسلمان بننے کے ساتھ اچھے شہری بن کر قوم وملت کی خدمات انجام دے سکیں۔ ان کی زندگی میں اس پر عمل شروع ہوا اور کئی مقامات پر اسکول کھلے، حضرت امیر شریعت ثامن مدظلہ العالی نے اپنے والد ماجد کے بنائے ہوئے نقوش میں رنگ بھرنے کے عمل کو جاری رکھا ہے چنانچہ قبل سے جہاں امارت شرعیہ کے اسکول قائم ہیں ان کے استحکام اور فروغ کی حکمت عملی کے ساتھ چار نئے اسکول کا قیام اس سال عمل میں آیا جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) رام پارہ، کٹیہار، صوبہ بہار (۲) گلاب باغ، پورنیہ، صوبہ بہار (۳) پنشن لین، بخشی بازار، کٹک، صوبہ اڈیشہ (۴) ہوجیر، ہلداما (اربا)، رانچی، صوبہ جھارکھنڈ۔ اس کے علاوہ ہند پیڑھی رانچی میں محمود ایجوکیشنل سنٹر کا آغاز ہوا۔ قبل سے ریاست بنگال کے شہر آسنسول، جھارکھنڈ کے بن کھنجو (گریڈیہ) اور نگڑی (رانچی) اور بہار کے پھلواری شریف اور سیوان میں اسکول چل رہے ہیں۔

دسویں بورڈ کی تیاری کے لیے کریش کورس:

میٹرک اور اس کے بعد اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانوں میں نمایاں کامیابی سے طلبہ وطالبات کو ہمکنار کرانے کی غرض سے حضرت امیر شریعت ثامن مدظلہ نے طلبہ وطالبات کو دسویں بورڈ کی تیاری کے لیے کریش کورس کی سہولت فراہم کی اور چار ماہ کا خصوصی کلاس شروع فرمایا۔ جو حد درجہ کامیاب رہا، مسلسل لاک ڈاؤن کی وجہ سے طلبہ وطالبات کا قابل ترس نقصان ہوا تھا، اسے آپ نے معیاری اساتذہ اور مخصوص طرز تعلیم دے کر دور کرنے کی سعی فرمائی۔ رحمانی تحرٹی کے ماہرین اساتذہ کی ٹیم نے اس میں خصوصی دلچسپی لی۔ اس طرح آپ نے نہ صرف اس میں داخل ہونے والے طلبہ وطالبات سے مایوسی دور کی اور ان کے حوصلے بلند کیے بلکہ تمام اہل علم اور اصحاب ثروت مسلمانوں کو اس طرح کے نظام قائم کرنے کی دعوت دی۔ ارادہ ہے کہ اس سال دوسرے مقامات پر بھی یہ نظام قائم کیئے جائیں۔

متعدد مقامات پر امارت شرعیہ کے لیے زمینوں کی حصولیابی:

امارت شرعیہ کے لیے آپ نے جو عزائم واہداف طے کیے ہیں، انہیں عملی جامہ دینے کی غرض سے کئی مقامات پر فلاحی کاموں کے لیے الحمدُ للہ زمینیں دستیاب ہوئیں اور ان کی رجسٹری امارت شرعیہ کے نام کرائی گئی۔ مندرجہ ذیل مقامات پر زمین رجسٹری کی گئی ہے۔ (۱) بھاگل پور، صوبہ بہار (۲) سوپول، صوبہ بہار (۳) بوکارو، صوبہ جھارکھنڈ (۴) بسوریا، ضلع مدھوبنی۔ اس کے علاوہ کئی جگہوں پر زمین کی تلاش جاری ہے اور کئی مقامات پر اس سمت میں پیش رفت ہو رہی ہے، جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی فراوانی دی ہے ان سے درخواست ہے کہ امارت شرعیہ کے تعلیمی اور فلاحی کاموں کیلئے زمین وقف کریں۔

نئے ہاسپٹل کے قیام کی طرف اقدام:

قبل سے امارت شرعیہ کے قائم ہاسپٹل کی بہتری اور اسکی خدمات کے دائرے کو وسیع کرنے کی فکرمندی اور اقدام کے ساتھ نئے ہاسپٹل کے قیام کی طرف حضرت امیر شریعت ثامن کی خصوصی توجہ ہے۔

جمشید پور، جھارکھنڈ میں ہاسپٹل جلد بنوانے کی طرف خصوصی اقدامات شروع کر دیے گئے ہیں۔ مدھوبنی ضلع کے بلاک بسفی میں شاہراہ عام پر واقع موضع نور چک بسوریا میں امارت ہاسپٹل کے لیے قیمتی اراضی حاصل ہوئی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی تعمیری کام شروع کیا جائے گا۔ گریڈیہ جھارکھنڈ میں امارت ہاسپٹل کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ موجود اور نئے قائم ہونے والے دارالقضا میں امارت ہیلتھ کیئر سنٹر قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

خدمت خلق کی طرف خصوصی توجہ:

امارت شرعیہ بلا تفریق خدمت انسانی کا کام کرتی رہی ہے اور ان کے دکھ درد میں ان کے ساتھ کھڑی رہتی ہے۔ ہر سال ایک خطیر رقم اس پر صرف ہوتی ہے، حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی اس پر خصوصی توجہ ہے، امداد علاج، امداد شادی، امداد تعلیم اور وظائف بیوگان کی روزانہ منظوری کا سلسلہ جاری ہے، اس سے مستفیض ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ماب لنچنگ کے شکار افراد کی قانونی اور مالی امداد کی گئی۔ اس کے علاوہ قدرتی آفات، حادثات، آگ زنی وغیرہ سے متاثر افراد وخاندان کی مالی مدد کے ساتھ کئی مقامات پر بازآبادکاری کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ اس کے ساتھ سبھی دارالقضا کو خدمت خلق کا مرکز (سروس ہب) بنانے کا عزم ہے۔

ہنر سنٹر کا قیام

ملت کی بیٹیوں کو خود کفیل بنانے کیلئے امارت شرعیہ کئی تعلیمی وفلاحی ادارے قائم کئے اس کے ساتھ انہیں ہنرمند بنانے کیلئے بھی کوشاں ہے حضرت امیر شریعت کی ہدایت پر قبل سے جہاں سلائی کٹائی سنٹر قائم ہیں، اس کو مزید منظم اور مفید بنانے کی طرف خصوصی توجہ کے ساتھ نئی جگہوں پر سلائی کٹائی سنٹر کا قیام عمل میں آیا، جن کے ذریعہ کئی طرح کے ہنر سکھائے جائیں گے۔ نئے قائم کیے گئے سلائی سنٹر مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) بیرنگر بسمریا، ضلع ارریہ (۲) ابوبکر صدیق اکیڈمی، بسوریا، مدھوبنی (۳) مدرسہ روضۃ العلوم اسراہی، مدھوبنی

ان کے علاوہ مزید کئی مقامات پر سلائی سنٹر اور ان میں ہنر کے مختلف شعبے قائم کیے جانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ ان سب کاموں کے ساتھ متعدد مقامات پر اگلے ایک دو ماہ میں کئی اہم فلاحی منصوبوں کا آغاز ہونا ہے اور بعض مقامات پر ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے عمارت کی تعمیر ہونی ہے۔

دینی ودعوتی وفود کے دورے:

امارت شرعیہ کا اہم شعبہ تنظیم ہے اس کے ذریعہ ملت کو امارت شرعیہ اور ملی تقاضوں سے وابستہ رکھنے کی کوشش رہتی ہے، اس کے ذریعہ دور دراز کے علاقوں وفود بھیج کر امت کی صلاح وفلاح کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے اس سال بھی حضرت امیر شریعت کی خصوصی ہدایت پر صوبہ بہار کے اضلاع (۱) بھاگلپور (۲) سہرسہ (۳) دربھنگہ (۴) مونگیر (۵) لکھی سرائے (۶) سیوان (۷) مغربی چمپارن (۸) مشرقی چمپارن (۹) نالندہ (۱۰) بانکا (۱۱) سیتامڑھی اور (۱۲) سمستی پور۔ صوبہ جھارکھنڈ کے اضلاع (۱) مشرقی سنگھ بھوم (۲) رانچی (۳) کوڈرما (۴) کھونٹی (۵) اور مغربی بنگال کے شہر کولکاتہ میں ذمہ داران وکارکنان کا دینی ودعوتی دورہ ہوا۔ جن کے ذریعہ مسلمانوں میں خداترسی اور تعلیمی، سماجی، اخلاقی اور معاشی بلندی پیدا کرنے کی مہم چلائی گئی، ان وفود سے آپسی اتحاد واتفاق کے قیام، طریقۂ نبویؐ کے مطابق شادی بیاہ کرنے، وصیت ووراثت سمیت حقوق العباد کی ادائیگی کے پیغام پوری قوت کے ساتھ لوگوں تک پہونچتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود حضرت امیر شریعت ونائب امیر شریعت زید مجدہما نے کٹک، جگت سنگھ پور اور کیلا (اڈیشہ)، جھارکھنڈ اور بہار کے متعدد علاقوں میں امارت شرعیہ کی ذمہ دار ٹیم کے ساتھ تعلیمی وتبلیغی دورے کیے جن کے مثبت اور مفید اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔

کارکنان، معلمین، اور مبلغین کی نئی بحالیاں:

امارت شرعیہ کا تعلیمی، سماجی، اصلاحی اور فلاحی کام جس قدر تیزی سے پھیل رہا ہے اس کیلئے شعبہ جات میں افراد کار کی سخت کمی محسوس ہو رہی تھی حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی نے اس پر خصوصی توجہ دی اور امارت شرعیہ کے شعبہ جات میں کارکنان اور امارت پبلک اسکول کے لیے معلمین ومعلمات اور شعبۂ تبلیغ کے لیے بڑی تعداد میں دعاۃ ومبلغین کی بحالی ہوئی۔ حضرت امیر شریعت اور حضرت نائب امیر شریعت اور امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران مستقل مہینوں سے قوم وملت کی فلاح اور امارت شرعیہ کے منصوبوں کو زمین پر اتارنے کی غرض سے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف حصوں کا سفر کر رہے ہیں۔ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم جہاں بھی تشریف لے گئے اللہ کے فضل سے تعمیری، دیرپا اور حد درجہ مفید کاموں کا وہاں آغاز ہوا۔

تعمیراتی کام:

تعلیمی اداروں، فلاحی امور اور دارالقضاء کے پھیلاؤ کے ساتھ بلڈنگ کی تعمیر بھی ضروری ہے، کئی جگہوں سے جگہ نہ ہونے یا اسکی تنگی کی خبریں مسلسل مل رہی تھیں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اس پر توجہ دی اور کٹیہار، پورنیہ، کٹک اور اربا ضلع رانچی میں امارت پبلک اسکول کے قیام کے لیے تعمیری کام شروع کیا گیا اور الحمدُ للہ مختصر دنوں میں تعمیری کام مکمل ہو کر اسکول کا قیام عمل میں آیا۔ قاضی نورالحسن میموریل اسکول پھلواری شریف پٹنہ خستہ حالت اور چھپر پوش عمارت میں تھا، ہر وقت گرنے کا خطرہ تھا۔ اسے مسمار کر کے نئی مضبوط عمارت خطیر رقم کے صرفہ سے تعمیر ہوئی۔ اس کے علاوہ کئی سالوں سے ہند پیڑھی، رانچی جھارکھنڈ میں بنی ہوئی بلڈنگ فنشنگ کا کام نہ ہونے کی وجہ سے افتادہ پڑی ہوئی تھی، حضرت امیر شریعت کی توجہ سے الحمدُ للہ وہاں بھی فنشنگ کا کام شروع کیا گیا اور محمود ایجوکشنل سنٹر کے تحت تعلیمی منصوبہ کا آغاز حضرت کے ذریعہ ہوا۔ اس طرح ہاسپٹل کے بعض جگہوں پر تعمیری کام جاری ہے، اور کئی مقامات پر جلد ہی بلڈنگ بنانے کا منصوبہ ہے۔

خود کفیل مکاتب کا قیام

امارت شرعیہ نے بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کیلئے ہمیشہ کام کیے ہیں۔ حضرت امیر شریعت کی خواہش ہے کہ ہر مسلم آبادی میں خود کفیل مکاتب قائم ہوں چنانچہ قبل سے قائم دینی مکاتب کو مزید منظم ومستحکم کرنے ساتھ اس قلیل عرصہ میں پچاس سے زائد خود کفیل مکاتب قائم ہوئے۔ اور مزید درجنوں مکاتب کا قیام عنقریب عمل میں آئے گا۔ اس کے علاوہ المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، پارا میڈیکل، مولانا سجاد میموریل اسپتال کے علاوہ امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے تحت چلنے والے تمام ادارے پوری سرگرمی اور نئے جوش وولولے کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ آپ حضرات دعاء فرمائیں کہ اللہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کو صحت وعافیت اور جملہ سلامتی کے ساتھ رکھے اور ان کی ذات گرامی کو نہ صرف امارت شرعیہ بلکہ ملت اسلامیہ کے لیے خیر کثیر کا ذریعہ بنائے اور اللہ تعالی امارت شرعیہ کو اس کے مشن میں پوری پوری کامیابی عطا فرمائے اور تمام شر ور وفتن سے محفوظ رکھے۔ (آمین) تمام مسلمان بالخصوص اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے میں اپنا ہر قسم کا تعاون پیش فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

عورتوں کے لئے سر اور چہرہ کا پردہ

مفتی سہیل احمد رحمانی قاسمی

سراور چہرہ کے پردہ کے سلسلہ میں فقہاء کے اقوال:

سر تو بالاتفاق ستر میں داخل ہے، اور اس کا چھپانا اجنبی مردوں سے فرض ہے اور چہرہ کے بارے میں بھی فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بنظر شہوت، حصول لذت اور فتنہ میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں دیکھنا حرام ہے لیکن اگر حصول لذت مقصود نہ ہو یا مرد کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے، لیکن شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مطلقا دیکھنا جائز نہیں ہے، خواہ اندیشہ شہوت وفتنہ ہو یا نہ ہو۔

عورتوں کے چہرہ کی طرف دیکھنے کے مسئلہ میں احناف کا مذہب:

عورت کا پورا جسم اور سر قابل ستر ہے، لیکن چہرہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہے یا نہیں اس سلسلہ میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔

احناف: احناف اور دوسرے بہت سے فقہاء کی رائے یہ ہے کہ چہرہ بنیادی طور پر پردہ میں داخل نہیں ہے، جس کی بنیاد آیت کریمہ ہے، جس میں کہا گیا ہے اپنی نظریں نیچی رکھیں: "يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ"

لیکن متعدد روایتوں سے مخطوبہ کو دیکھنے کی صراحت ملتی ہے کہ اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارداہ ہو تو اس کو دیکھنے کی اجازت ہے: "عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اذا خطب احدکم المرأة فان استطاع ان ینظر الی مایدعوه الی نکاح فلیفعل" (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأة وهو یرید تزوجها، ص: ۲۸۴)

اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کا چہرہ کھلا ہو: "عن عائشة رضی الله عنها ان اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال لها یا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحیض لم یصلح ان یری منها الا هذا وهذا واشار الی وجهه وکفیه" (سنن ابی داؤد کتاب الباس: ۲/ ۵٦٧)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے جسم پر باریک کپڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پھیر لیا، اور ان سے فرمایا اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہونچ جائے تو صرف یہ اور یہ نظر آنا چاہئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا،

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: فصل: ولاخلاف بین اهل العلم فی اباحة النظر الی وجهها الی وجه المخطوبة وذلک لانه لیس بعورة وهو مجمع المحاسن وموضع النظر (المغنی: ٦/ ۵۵۳)

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس کا نکاح کا پیغام دیا گیا ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اور یہ اس لئے کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے، اور وہی حسن وجمال کا مرکز اور دیکھنے کی اصل جگہ ہے۔

حضرت علامہ بغوی تحریر فرماتے ہیں: "قالوا اذا اراد الرجل ان ینکح امراة فله ان ینظر الیها، هو قول الثوری والشافعی واحمد واسحاق، سواء اذنت اولم تاذن، انما ینظر منها الی الوجه والکفین فقط ولایجوز ان ینظر الیها حاسرة اور ینظر الی شیء من عورتها وقال الاوزاعی لاینظر الافی وجهها" (نهایة المحتاج الی شرح المنهاج: ٦/ ۱۸٦، شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن معمر ابن شهاب الدین الرملی المتوفیٰ ۱۰۰۴ھ)

فرماتے ہیں جب کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس کو دیکھ لے، خواہ اس نے اجازت دی ہو یا اجازت نہ دی ہو، یہی قول حضرت سفیان ثوری، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت اسحاق رحمہم اللہ کا ہے، مگر صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں ہی کا دیکھنا جائز ہے، بے پردگی اور حصہ ستر کو دیکھنا جائز نہیں ہے اور حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ صرف چہرہ ہی دیکھ سکتا ہے۔

"الا ماظهر منها" کی مختلف تفسیریں کی ہیں، حضرت علامہ قرطبی اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ثم استثنیٰ من الزینة واختلف الناس فی قدر ذلک، فقال ابن مسعودؓ ظاهر الزینة هو الثیاب وزاد بن جبیرؓ الوجه، وقال سعید بن جبیر ایضاً وعطا والاوزاعی، الوجه والکفان والثیاب وقال ابن عباسؓ وقتادةؒ والمسور بن مخرمة، ظاهر الزینة هو الکحل والسواد والخضاب الی نصف الذراع" (احکام القرآن للقرطبی: ۱۲/ ۱۵۲، سوره نور)

اظہار زینت سے بعض چیزوں کو اللہ رب العزت نے مستثنیٰ کیا ہے، جس کی تعیین میں علماء کے مابین اختلاف ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں ظاہر زینت سے مراد کپڑے ہیں۔

حضرت ابن جبیر نے اس کے ساتھ چہرہ کو شامل کیا ہے۔ حضرت عطاء، حضرت اوزاعی اور ایک قول کے مطابق سعید ابن جبیرؒ کی رائے یہ ہے کہ اس میں چہرہ دونوں ہاتھ اور کپڑے داخل ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ قتادہ اور مسور بن مخرمہ کے نزدیک ظاہر زینت میں سرمہ، کنگن اور نصف بازو تک مہندی شامل ہیں: والأصل أن لایجوز النظر إلی المرأة لمافیه من خوف الفتنة ولهذا قال علیه السلام المرأة عورة مستورة الا مااستثناء الشرع وهما العضوان وهذا یفید أن القدم لایجوز له النظر الیه وعن ابی حنیفة أنه یجوز لان فی تغطیته بعض الحرج وعن ابی یوسف رحمه الله أنه یباح النظر إلی ذراعها ایضاً لأنه یبدو منها عادة وماعدا مااستثنیٰ من الأعضاء لایجوز له أن ینظر الیه لقوله علیه الصلاة والسلام من نظر إلی محاسن امرأة أجنبیة عن شهوة صب فی عینه الانک یوم القیامة" (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، فصل فی النظر والمس، العلامة فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی المتوفیٰ ۷۴۳ھ: ٦/ ۱۷، مکتبة: امدادیه، ملتان پاکستان)

عن عبد الله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشیطان" (سنن الترمذی: ۱/ ۲۲۲، باب، مکتبه: یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)

حضرت علامہ علاء الدین کاسانی احناف کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: فلایحل النظر للاجنبی من الاجنبیة الهرة الی سائر بدنها الا الوجه والکفین لقوله تعالیٰ "قل للمؤمنین یغضضن من ابصارهن" (النور، آیت: ۳۰) الا ان النظر الی مواضع الزینة الظاهرة وهی الوجه والکفان، وخص بقوله تعالیٰ: ولایبدین زینتهن الا ماظهر منها" (النور: ۳۱)

والمراد من الزینة مواضعها ومواضع الزینة الظاهرة الوجه والکفان فالکحل زینة الوجه والخاتم زینت الکف ولانها تحتاج الی البیع والشراء والاخذ والعطاء ولایمکنها ذلک عادةً الا بکشف الوجه والکفین فیحل لها الکشف وهذا قول ابی حنیفة رحمهما الله انه یحل النظر الی القدمین ایضاً" (کتاب الاستحسان، النوع السادس، بدائع الصنائع: ۴/ ۲۹۳–۲۹۴، الامام علاء الدین ابی بکر بن سعود الکاسانی الحنفی المتوفیٰ ۵۸۷ھ، مکتبه دار الکتاب دیوبند)

اجنبی آزاد عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے سوا پورے بدن کو دیکھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نگاہوں کو نیچے رکھنے کا حکم دیا ہے، البتہ ظاہری زینت کے مواضع (جو عادۃً اور فطرۃً کھلا رکھا جاتا ہے) وہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں، اس کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے اور زینت سے مراد زینت کی جگہیں ہیں، اور ظاہری زینت کی جگہیں چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں، اس لئے کہ چہرہ کی زینت سرمہ ہے، اور ہاتھ کی زینت انگوٹھی ہے اور نیز یہ کہ خرید وفروخت اور لین دین میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اور عادۃً وفطرتاً چہرہ اور ہاتھوں کو کھولے بغیر ان کاموں کو انجام دینا ممکن نہیں ہے، حضرت ابو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور حسن ابن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ قدموں کو بھی دیکھنا جائز ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "وبدن الحرة عورة الا وجهها وکفیها وقدمیها کذا فی المتون" (فتاویٰ هندیه: ۱/ ۱۵۸)

آزاد خاتون کا پورا جسم ستر ہے، البتہ چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اس سے مستثنیٰ ہے۔

علامہ حصکفی فرماتے ہیں: "وینظر من الاجنبیة ولو کافرة الی وجهها وکفیها فقط للضرورة قیل والقدم والذراع اذا اجرت للخبز" (الدر المختار: ۹/ ۵۳۱، محمد امین بن عابدین المتوفیٰ ۱۲۵۲ھ)

اجنبی عورت اگرچہ کافرہ ہو اس کا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ضرورت کے وقت دیکھنے کی گنجائش ہے اور مزید کہا گیا قدم اور ہاتھ بھی جبکہ اس کو روٹی پکانے کیلئے اجرت پر رکھا گیا ہو۔

قال الاتقانی: عن ابی یوسف انه یباح النظر الی ساعدها ومرفقها للحاجة إلی أیدیهما اذا اجرت نفسها للطبخ والخبز" (رد المحتار: ۹/ ۵۳۱)

اتقانی فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ عورت کی کلائی اور کہنی دیکھنا جائز ہے، جبکہ اس کے کھولنے پر مجبور ہو اور اس نے کھانا پکانے اور روٹی بنانے کی ملازمت اختیار کی ہو: فقال انه اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن" (مسلم، کتاب السلام، ص: ۲۵۸، ابو الحسن محمد بن حجاج النیشافوری المتوفیٰ ۲٦۱ھ)

مالکیہ کا مذہب:

"عورة الحرة مع الرجل الأجنبی جمیع بدنها حتی دلالیها وقصتها ماعداالوجه والکفین ظاهرهماوباطنهما فیجوز النظر لهما بلالذةولاخشیة فتنة من غیرعذرولوشابة وقال مالک تأکل المرأة مع غیرذی محرم ومع غلامهاوقد تأکل مع زوجها وغیره ممن یؤاکله ابن القطان وفیه إباحة إبداء المرأة وجهها ویدیها للأجنبی إذلایتصورا لأکل إلا هکذا." (حاشیة الخرشی علی مختصر خلیل للامام محمدبن عبدالله بن علی الخرشی المالکی المتوفیٰ ۱۱۰۱ھ ۱/ ۴٦۳، کتاب الصلوة فصل فی حکم ستر العورة وصفة السائر)

آزاد عورت کا پورا بدن اجنبی مرد کے لیے ستر ہے، یہاں تک کہ عورت کا ناز وانداز اور اس کی بات چیت بھی سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری اور باطنی حصوں کے بلہٰذا ان دونوں اعضاء کی طرف لذت اور فتنہ کے خوف کے بغیر بلاعذر بھی دیکھنا جائز ہے، اگرچہ وہ خاتون جوان ہو، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ عورت غیر محرم اور اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھاسکتی ہے، اس لیے کہ بعض اوقات اس کو اپنے شوہر کے ساتھ کھانا پڑتا ہے، جبکہ شوہر کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھانا کھارہے ہوں، ابن قطانؒ فرماتے ہیں کہ اس عبارت سے عورت کے لیے اجنبی کے سامنے اپنا چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھ کھولنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ ان دونوں اعضاء کو کھولے بغیر کھانا کھانے کا تصور نہیں ہے۔

شرح الزرقانی میں ہے: "عورة الحرة مع رجل أجنبی ......غیر الوجه والکفین من جمیع جسدها حتیٰ دلالیها وقصتها وأما الوجه والکفان ظاهرهما وباطنهما فله رؤیتها مکشوفین ولوشابة بلاعذر من شهادة أوطب إلالخوف فتنة أو قصدلذة فیحرم (شرح الزرقانی لعبدالباقی بن یوسف بن احمد بن محمد الزرقانی المصری المالکی المتوفیٰ ۱۰۹۹: ص، ۱/ ۳۱۳)

آزاد عورت کا ستر غیر محرم مرد کے لے چہرہ اور دونوں ہتھیلی کے علاوہ پورا جسم ہے، یہاں تک کہ اس کا ناز وانداز اور اس کی بات چیت بھی، بہرحال چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری اور باطنی حصے مرد کے لیے دیکھنا جائز ہے، اگرچہ وہ جوان ہو، بغیر عذر شہادت یا علاج ومعالجہ کے، البتہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو یا لذت کا ارادہ ہو تو دیکھنا حرام ہے۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

سید محمد عادل فریدی

پاکستان کے کسی وزیر اعظم نے پانچ سال کی مدت پوری نہیں کی

اگر پاکستان میں عمران خان کی قیادت والی حکومت کے خلاف قومی اسمبلی میں پیش کی گئی تحریک عدم اعتماد منظور ہو جاتی ہے تو عمران ملک کے بائیسویں وزیر اعظم ہوں گے جو اپنی مدت پوری نہیں کر سکے، تاہم پاکستان کی آزادی سے لے کر آج تک کوئی ایک وزیر اعظم بھی اپنی مدت کار پوری نہیں کر پایا ہے۔جیوٹی وی کی رپورٹ کے مطابق لیاقت علی خان ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد پہلے وزیر اعظم تھے،لیکن راولپنڈی میں ۱۶؍اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ان کا قتل کر دیا گیا اور وہ صرف چار سال اور ۶۳؍دنوں تک اس عہدے پر فائز رہے،ان کے بعد خواجہ ناظم الدین ایک سال ایک سو بیاسی دنوں تک اس عہدے پر رہے،ان کے جانشین محمد علی بوگرہ کا دور اقتدار بھی دو سال ایک سو سترہ دنوں کا رہا۔اس کے بعد چودھری محمد علی (ایک سال ۳۱؍دن)،حسین شہید سہروردی (ایک سال ۳۵؍دن)،ابراہیم اسماعیل چندریگر (۶۰؍دن)، فیروز خان نون (۲۹۵؍دن)،نور الامین (۱۳؍دن)،ذوالفقار علی بھٹو (تین سال ۳۲۵؍دن)،محمد خان جونیجو (تین سال ۶۶؍دن)، بے نظیر بھٹو (ایک سال ۲۴۷؍دن)،نواز شریف (دو سال ۲۵۴؍دن)،بے نظیر بھٹو (تین سال ۱۷؍دن)،نواز شریف (دو سال ۲۳۷؍دن)،میر ظفر اللہ خان جمالی (ایک سال ۲۱۶؍دن)،چودھری شجاعت حسین (۵۷؍دن)شوکت عزیز (تین سال ۷۹؍دن)،یوسف رضا گیلانی (چار سال ۸۶؍دن)،راجا پرویز اشرف (۲۷۵؍دن)،نواز شریف (چار سال ۵۳؍دن)،شاہد خاقان عباسی (۳۰۳؍دن) بھی اپنی پانچ سالہ مدت پوری نہیں کر سکے۔عمران خان کو اقتدار میں آئے ہوئے ابھی تین سال ۲۲۶؍دن ہوئے ہیں۔آزادی سے لے کر اب تک ۱۹۵۸ء سے ۱۹۷۱ء تک، ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء تک اور ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۸ء تک پاکستان میں مارشل لا یعنی فوجی حکومت قائم رہی۔

سری لنکا میں مہنگائی کے خلاف لوگوں کا پرتشدد مظاہرہ، کولمبو میں کرفیو

سری لنکا میں جاری معاشی بحران کے درمیان بڑھتی ہوئی مہنگائی سے پریشان لوگ جمعرات کو دیر رات دار الحکومت کولمبو میں سڑکوں پر اتر آئے اور حکومت مخالف نعرے بازی کرتے ہوئے ان کا غصہ پرتشدد مظاہروں میں تبدیل ہو گیا۔ پولیس اور مظاہرین کے درمیان ہوئی جھڑپ کے بعد 45 افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔مظاہرین نے پولیس کی بس اور جیپ سمیت دو موٹر سائیکلوں اور ایک ٹرک کو نذر آتش کر دیا۔ہزاروں کی تعداد میں مظاہرین نے صدر گوٹابایا راجا پکشے کی نجی رہائش گاہ کے باہر بھی نعرے بازی کی،پولیس کو یہاں جمع ہونے والے مشتعل لوگوں کے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس کے استعمال کے ساتھ تیز پانی کی بوچھار کرنی پڑی۔(یو این آئی)

سربیا: کان میں دھماکے سے متعدد کان کن ہلاک

سربیا کے جنوبی حصے میں ایک کان میں دھماکے کے نتیجے میں آٹھ کان کن ہلاک ہوئے ہیں۔یہ دھماکہ مقامی وقت کے مطابق جمعہ کو صبح چھ بجے ہوا۔اٹھارہ کان کن زخمی بھی ہوئے ہیں،جن میں سے کئی کی حالت نازک ہے۔حادثہ سربیا میں الیک سیناک کے خطے میں پیش آیا،جہاں اس سے قبل بھی کئی حادثات پیش آ چکے ہیں۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

یوکرین میں جنگ کے خاتمے کے لیے مذاکرات کا تازہ دور

یورپی یونین کی سخت اقتصادی پابندیوں کے رد عمل میں روسی صدر ولادیمیر پوتن نے اعلان کیا تھا کہ یورپی ممالک گیس کی ادائیگیاں روسی کرنسی رُوبل میں کریں یا پھر تمام موجودہ معاہدے معطل کر دیے جائیں گے۔یورپی ممالک نے اسے ''بلیک میل'' سے تعبیر کیا اور مسترد کر دیا۔دریں اثناء یوکرین میں جنگ کے خاتمے کے لیے مذاکرات کا تازہ دور شروع ہوا ہے۔پچھلے دور میں دونوں اطراف سے سمجھوتوں کے نتیجہ میں کچھ مثبت پیش رفت ہوئی تھی۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

افغانستان کے لیے 2.44 بلین ڈالرز کی امداد فراہم کرنے کے وعدے

انٹرنیشنل ڈونرز نے افغانستان کے لیے 2.44 بلین ڈالرز کی امداد فراہم کرنے کے وعدے کیے ہیں۔عالمی ادارے کے سربراہ انتونیو گوتیرس نے بتایا کہ افغانستان میں صورتحال انتہائی خطرناک ہے اور کئی افغان شہری گزارا کرنے کے لیے اپنے بچے اور اپنے جسمانی اعضاء تک بیچنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ان کے بقول افغانستان کی پچانوے فیصد آبادی مناسب غذا سے محروم ہے جبکہ نو ملین کو قحط کا خطرہ لاحق ہے،یہ پیش رفت ایک ورچوئل کانفرنس میں ہوئی،جس کی میزبانی اقوام متحدہ کے علاوہ جرمنی، برطانیہ اور قطر نے کی۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم و روزگار

سی بی ایس ای / بہار بورڈ کا اسکول قائم کرنے کے لئے کتنی زمین ضروری ہے؟

کسی بھی تعلیمی ادارہ کے قیام کے لیے سب سے پہلا مرحلہ زمین کے حصول کا ہے۔اگر سی بی ایس ای سے منظور کرانے کے ارادے سے اسکول کھول رہے ہیں تو سکینڈری یا سینئر سکینڈری سطح کا اسکول کھولنے کے لیے دیہی علاقوں میں کم از کم آٹھ ہزار اسکوائر میٹر (8000 sq.meter.) یعنی 197.70 ڈسمل زمین ہونی چاہئے۔
اگر چھ ہزار اسکوائر میٹر یعنی 148.27 ڈسمل زمین ہے تب بھی منظوری مل سکتی ہے،لیکن درجہ اول سے دسویں یا بارہویں تک صرف ۳۸؍سیکشن کی ہی منظوری ملے گی۔جب کہ آٹھ ہزار اسکوائر میٹرز زمین ہوگی تو اڑتالیس سیکشن کی منظوری مل سکتی ہے۔شہری علاقہ/میونسپل اتھارٹی کے اندر واقع علاقہ جس کی آبادی کم از کم پندرہ لاکھ ہو وہاں کم از کم چار ہزار اسکوائر میٹر یعنی 98.85 ڈسمل زمین کی ضرورت ہے۔لیکن چار ہزار اسکوائر میٹرز زمین پر انہیں ہائیر سکینڈری سطح تک صرف ۲۸؍سیکشن کی ہی منظوری مل سکتی ہے۔یہ زمین اسکول/ٹرسٹ/سوسائٹی کے نام پر رجسٹری/وقف/ہبہ ہونی چاہئے یا کم از کم تیس سال کے لیز پر ہونی چاہئے۔اگر بہار بورڈ سے منظوری کے ارادہ سے اسکول کھول رہے ہیں تو دو ایکڑ زمین ہونی چاہئے،جس میں سے کم از کم ۱۱۱۰؍اسکوائر میٹر یعنی 27.43 ڈسمل زمین پر تعمیر شدہ عمارت اور ایک ایکڑ خالی زمین کھیل کے میدان کے لیے کسی بھی سکینڈری/سینئر سکینڈری اسکول کے لیے لازمی ہے۔شہری علاقہ میں ایک ایکڑ زمین کی ضرورت ہے۔اگر اسکول شہری علاقہ میں ہے تو دو تین اسکولوں کا مشترکہ کھیل کا میدان بھی ہو سکتا ہے۔

باحجاب طالبات کو امتحان میں داخلہ کی اجازت دینا پڑا مہنگا، سات اساتذہ معطل

کرناٹک کے گدگ ضلع میں سات اساتذہ کو صرف اس لئے معطل کر دیا گیا ہے کہ ان اساتذہ نے ایس ایس ایل سی کے امتحانات میں شرکت کے دوران طالبات کو حجاب پہننے کی اجازت دی تھی۔امتحانات گدگ کے سی ایس پاٹل بوائز ہائی اسکول اور سی ایس پاٹل گرلز ہائی اسکول میں منعقد ہوئے تھے۔امتحانات کے دوران دو سینٹر سپرنٹنڈنٹ کو بھی معطل کر دیا گیا ہے۔ دوسری جانب کرناٹک کے پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن کے وزیر بی سی ناگیش نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ 3/امتحان کے نگرانی کرنے والے ٹیچر کو معطل کر دیا گیا ہے،لیکن اگر یہ تعداد 7 ہے تو اس کے پیچھے حجاب نہیں بلکہ حکومتی قوانین کی خلاف ورزی سے متعلق دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔کرناٹک کے اڈپی کے ایک کالج سے شروع ہونے والے حجاب تنازع نے ریاست میں کافی تنازع کو جنم دیا اور پورے ملک میں سیاسی بحث کا موضوع بن گیا۔
ریاست میں پیر سے شروع ہونے والے 10 ویں جماعت کے امتحانات کے دوران کئی طالبات حجاب پہن کر پہنچیں، جنہیں امتحان گاہ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا اور اس سے مشتعل ہو کر 100 سے زائد طالبات امتحان چھوڑ کر چلی گئیں، اسی دوران کئی لڑکیوں نے حجاب اتار کر امتحان دیا۔(ایجنسی)

بہار بورڈ میٹرک ٹاپر کو ملیں گے لیپ ٹاپ اور نقد انعامات

بہار اسکول ایگزامینیشن بورڈ (بی ایس ای بی) دسویں جماعت کے امتحان میں ٹاپ کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے بیش قیمت انعامات پیش کرے گا۔بی ایس ای بی نے میٹرک کے امتحان کے ٹاپرز کو لیپ ٹاپ، نقد انعامات اور کنڈل ای بک ریڈر (Kindle E-Book Reader) دے گا۔پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے کو ایک لاکھ روپے کا نقد انعام، ایک لیپ ٹاپ اور کنڈل ای بک ریڈر دیا جائے گا۔جبکہ دوسرے نمبر کے حامل کو 50,000 روپے، ایک لیپ ٹاپ اور کنڈل ای بک ریڈر، اسی طرح تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے کو بھی پچاس ہزار روپے کے ساتھ ایک لیپ ٹاپ اور کنڈل ای بک ملے گی۔چوتھے اور پانچویں نمبر پر آنے والے طلبہ کو 15000 روپے اور ایک لیپ ٹاپ بطور انعام دیا جائے گا۔بی ایس ای بی میٹرک کے نتائج کا اعلان جمعرات 31 مارچ کو کیا گیا ہے۔اس سال کل 12,86,971 طلبہ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 4,24,597 طلبہ وطالبات فرسٹ ڈویژن، 5,10,441 سیکنڈ ڈویژن اور 3,47,637 طلبہ وطالبات تھرڈ ڈویژن سے کامیاب ہوئے۔جن میں لڑکیوں کی تعداد 6,08,861 جبکہ لڑکوں کی تعداد 6,78,110 سے زیادہ رہی۔داؤدنگر اورنگ آباد کی رامائنی رائے نے 487 نمبروں کے ساتھ ٹاپ کیا ہے۔دوسری پوزیشن پر ثانیہ کماری اور وویک کمار ٹھاکر نے 486 نمبر حاصل کیے، پرگیہ کماری نے 485 نمبر لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔(ایجنسی)

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ میں ''حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ اور عصری تعلیم'' کا اجرا

مفکر اسلام امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحبؒ اور عصری تعلیم کے موضوع پر مرتب کردہ مجموعہ مقالات کا اجراء لکھنؤ میں 27 مارچ 2022 کو منعقد آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں صدر بورڈ حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور معزز ذمہ داران واراکین بورڈ کے ذریعہ عمل میں آیا۔دراصل یہ کتاب مورخہ 13 مارچ 2022 روز اتوار کو غنیمت حسین پتھ سوپول میں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد سیمینار میں علماء ودانشور، ماہرین تعلیم اور اصحاب قلم حضرات کے ذریعہ پیش کیے گئے مقالات کا مجموعہ ہے۔یہ سیمینار منت فاؤنڈیشن سوپول اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اشتراک سے منعقد ہوا تھا۔اس مجموعہ کو منت فاؤنڈیشن کے سکریٹری جناب حافظ محمد ناصر احسان نے مرتب کیا جبکہ منت فاؤنڈیشن کے چیئرمین جناب جمال الدین صاحب کی نگرانی میں یہ مجموعہ شائع ہوا۔مجموعہ میں چالیس سے زیادہ اہل قلم کے وقیع مضامین ومقالات شامل ہیں۔حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی مالیگاؤں خلیفہ مجاز حضرت امیر شریعت سابعؒ نے وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے۔اہم مقالہ نگاروں میں نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی، ڈاکٹر سید شاہ تقی الدین ندوی فردوسی خانقاہ فردوسیہ منیر شریف، پروفیسر شکیل احمد قاسمی، ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی ندوی، مولانا عبد السبحان رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ، سینئر صحافی ڈاکٹر ریحان غنی، مولانا رضوان احمد ندوی معاون مدیر نقیب، مولانا مفتی خالد نیموی، مولانا مطیع الرحمٰن مدنی سلفی، ڈاکٹر محمد اعجاز احمد صاحب سابق چیئرمین بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ، مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا سیف الرحمٰن ندوی، ڈاکٹر فاروق اعظم قاسمی، مولانا مفتی عین الحق امینی قاسمی، ایڈووکیٹ ذاکت بلیغ، حافظ امتیاز رحمانی جامعہ رحمانی مونگیر، فضل رحماں رحمانی، مولانا انظر حسین قاسمی، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا عبد العلیم رحمانی، مولانا شاہد عادل قاسمی، مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ، مولانا محمد عادل فریدی قاسمی، مفتی احکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا محمد نوشاد نوری استاذ دار العلوم وقف دیوبند، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا انظر حسین قاسمی، مولانا جمیل احمد مظاہری، اور مولانا حافظ احتشام عالم رحمانی، مفتی خالد انور پورنوی، مفتی نذر الباری ندوی، ڈاکٹر نور السلام ندوی، نازش ہما قاسمی، شاہنواز بدر قاسمی، عبد الواحد رحمانی، محمد قمر عالم ندوی، مولانا مفتی محمد نسیم رحمانی کے نام شامل ہیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تعلیم کے بغیر قوم وملت کی تعمیر وترقی ناممکن: نائب امیر شریعت

دنیا میں وہی قومیں اور ملتیں ترقی اور خوشحالی سے ہم کنار ہوتی ہیں، جو تعلیم وتہذیب سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی وحی کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے پوری دنیا کو یہ پیغام دیا، سب سے پہلے نماز کا حکم نہیں دیا گیا، نہ روزہ کا نہ زکوۃ کا، نہ حج کا، آپ تصور کیجیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کوئی ایسی برائیوں جو معاشرے میں نہ پائے جاتی رہی ہو، لڑکیوں کا قتل عام کا رواج تھا، ایسے وقت میں سب سے پہلے تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اسی سے دینی علوم کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے حضرت نائب امیر شریعت نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ قوم تعلیم کے میدان میں کیوں سب سے پیچھے ہیں؟ جب تک ہم اور آپ دینی وعصری تعلیم کے میدان میں دلچسپی، دلجمعی اور مستعدی کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیں گے اس وقت تک کسی قوم وملت کی تعمیر وترقی ناممکن ہے، انہوں نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اقرأ، یعنی پڑھو گویا کہ تعلیم پر سب سے زیادہ توجہ دی گئی ہے، اور ہم لوگ تعلیم ہی میں سب سے زیادہ بے توجہی کے شکار ہیں، پڑھ! اپنے اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا، معلوم ہوا کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ خالق کی معرفت بھی ضروری ہے، اور خالق کی معرفت اسی دین سے آئے گی جس کو علم دین، علم شریعت وسنت کہا جاتا ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ، بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب امیر شریعت وایشیا کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم دیوبند (وقف) کے استاذ حدیث حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب مدظلہ العالی نے مدرسہ یتیم خانہ ارریہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان اجلاس عام و دستار بندی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ انہوں نے ملک کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک کے حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، اس سے مقابلہ کے لیے واحد راستہ تعلیم ہے، اسکے علاوہ کوئی مسائل کا حل نہیں۔

امارت شرعیہ، کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی مدظلہ نے حالات حاضرہ پر ایمان و افروز و پر مغز خطاب کیا، دار العلوم بہادر گنج، کشن گنج کے ناظم عمومی حضرت مولانا محمد انوار عالم مدظلہ نے عظمت قرآن پاک کے موضوع پر خطاب کیا، دار العلوم رحمانی منور نگر زیرو مائل ارریہ کے شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مولانا مفتی علیم الدین قاسمی نے بھی اصلاح معاشرہ کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخر میں نائب امیر شریعت مدظلہ کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ مدرسہ کے پرنسپل مولانا شاہد عادل قاسمی نے تمام مقررین ومہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور حضرت نائب امیر شریعت کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں مدرسہ یتیم خانہ ارریہ کے استاد مولانا مفتی انعام الباری قاسمی، مولانا مفتی ہمایوں اقبال ندوی وغیرہ نے اہم رول ادا کیا۔ حضرت نائب شریعت مدظلہ کے ہمراہ حافظ محمد عادل اور مولانا محمد ابوذر عین الحق مفتاحی مبلغ امارت شرعیہ پروگرام میں شریک رہے۔

حجاب پر کرناٹک ہائی کورٹ کا فیصلہ شریعت میں مداخلت

لکھنؤ میں منعقد مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کئی اہم فیصلے کے ساتھ اختتام پذیر

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی ایک اہم میٹنگ ۲۷/مارچ ۲۲۰۲ء روز اتوار کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی، اس نشست میں کئی اہم امور پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے کئی اہم فیصلے کئے گئے۔ اس اجلاس کی کارروائی جنرل سکریٹری بورڈ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے چلائی۔ آپ نے افتتاحی کلمات میں بورڈ کے ستائیسویں اجلاس کانپور سے ابتک کی سرگرمیوں کا خلاصہ پیش کیا، اس کے بعد حجاب کے تعلق سے کرناٹک ہائی کورٹ کے فیصلہ پر مجلس عاملہ میں تفصیل سے اظہار خیال ہوا۔ مجلس عاملہ کا احساس تھا کہ اڈوپی اسکول کی طالبات کے حجاب کے مسئلہ پر کورٹ کا فیصلہ نہ صرف یہ کہ دستور ہند کی دفعہ 15 (یعنی مذہب، نسل، جنس، ذات اور جائے پیدائش کی بنیاد پر تفریق وامتیاز کی نفی) کے خلاف ہے بلکہ دستور کی دفعہ 21, 19, 14 اور 25 کے بھی خلاف ہے۔ ملک کا دستور ملک کے ہر شہری کو اپنی شناخت اور وقار کے ساتھ جینے کا حق اور شخصی آزادی کا اختیار دیتا ہے۔ عاملہ کا احساس ہے کہ یہ فیصلہ نہ صرف شخصی آزادی کے منافی ہے بلکہ مذہبی وثقافتی آزادی کے حق کو بھی سلب کرتا ہے۔ ارکان مجلس عاملہ نے اس بات پر بھی گہری تشویش ظاہر کی کہ یہ فیصلہ مسلم طالبات کی تعلیم کے حق کو بھی متاثر کرے گا۔ اس فیصلہ نے مسلم طالبات کے سامنے یہ سوال بھی کھڑا کردیا ہے کہ وہ تعلیم اور حجاب میں سے کس کو ترجیح دیں۔ گو کہ اس فیصلہ کا تعلق اڈوپی (کرناٹک) اسکول کی طالبات کے شخصی حق اور مذہبی آزادی سے متعلق تھا۔ تاہم اب اسے کرناٹک کے تمام اسکولوں، جونیئر کالجوں اور بورڈ کے امتحانات تک وسیع کردیا گیا جو انتہائی قابل مذمت اور شرمناک ہے۔ مجلس عاملہ کا احساس ہے کہ ہائی کورٹ نے شخصی آزادی کے حق پر بات کرتے ہوئے یہ فیصلہ بھی دے دیا کہ حجاب اسلام کا لازمی جزء نہیں ہے۔ مجلس عاملہ نے اس پر اپنی شدید تشویش کا اظہار کرتیہوئے یہ کہا کہ " کیا اب عدالتیں یہ بھی طے کریں گی کہ کس مذہب میں کونسی چیز لازمی ہے اور کونسی چیز لازمی نہیں "، مجلس عاملہ اس تعلق سے یہ واضح کردینا ضروری سمجھتی ہے کہ کس مذہب میں کونسی چیز لازمی ہے اور کونسی نہیں، یہ طے کرنے کا اختیار عدالتوں کو نہیں بلکہ اس مذہب کے علما اور اسکالرز کو ہے۔ اسی طرح دستور ہند کی روشنی میں ہر شخص کو یہ طے کرنے کا حق بھی ہے کہ اس کے مذہب نے اس کے لئے کونسی چیز لازمی کی ہے اور کونسی نہیں۔

بورڈ کی مجلس عاملہ کو اس پر بھی شدید اعتراض اور تشویش ہے کہ اب عدالتیں مقدس مذہبی کتابوں کی بھی من مانی تشریح کرنے لگی ہیں حالانکہ اس کا نہ انھیں اختیار ہے اور نہ ہی وہ اس کی اہل ہیں۔ کرناٹک ہائی کورٹ کے اس فیصلہ نے اس بات کا بھی اندیشہ پیدا کردیا ہے کہ آئندہ دیگر مذہبی طبقات کی مذہبی پہچان جیسے پگڑی، صلیب اور بندی وغیرہ پر بھی پابندی لگادی جائے۔ مجلس عاملہ نے بورڈ کے ذریعہ ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے کی پرزور تائید کی اور اس پر بھی اطمینان کا اظہار کیا کہ بورڈ کی یہ پٹیشن دو خواتین ارکان کی طرف سے داخل کی گئی اور ایک پٹیشن خود بورڈ کی طرف سے داخل کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ نے کرناٹک حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے تک مسلم طالبات کو حجاب کے ساتھ اسکول میں آنے اور امتحان دینے سے نہ روکا جائے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ نے یونیفارم سول کوڈ کا مسودہ تیار کرنے کے لئے اتراکھنڈ ریاستی اسمبلی کے ذریعہ ایکسپرٹ کمیٹی کے قیام کو بے وقت کی راگنی اور غیر دستوری عمل قرار دیا۔ عاملہ کا احساس ہے کہ بھارت جیسے کثیر مذہبی وکثیر تہذیبی ملک میں یکساں سول کوڈ کا مطالبہ کرنا دراصل مذہبی آزادی کے بنیادی حق پر تیشہ چلانے کے مترادف ہے۔ بھارت کے دستور نے ناگالینڈ اور میزورم کے ناگا اور کوکی قبائلیوں کو یہ تیقن دیا ہے کہ بھارت کی پارلیمنٹ کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جو ان کی مذہبی وسماجی عادات اور رواجی قوانین کو منسوخ کردے۔ (دفعہ 371A اور 371G)

مجلس عاملہ کا احساس ہے کہ یونیفارم سول کوڈ دراصل اقلیتوں کی مذہبی وثقافتی شناخت کو ختم کرنے کی جانب پہلا قدم ہے۔ مجلس عاملہ محسوس کرتی ہے کہ دراصل یہ ہندتوا کے اس بڑے ایجنڈے کا بنیادی حصہ ہے جس کے ذریعہ وہ ملک میں موجود الگ الگ مذہبی وثقافتی اکائیوں کو جبراً اکثریت کے مذہب وثقافت میں ضم کردینا چاہتی ہیں۔ مجلس عاملہ کا احساس ہے کہ کثرت میں وحدت ہی بھارت کی اصل طاقت اور پہچان ہے اور اس کو ختم کرنے کی بالواسطہ یا براہ راست ہر کوشش ملک میں انتشار اور بدامنی کو ہی ہوا دے گی۔ مجلس عاملہ کا احساس ہے کہ یہ ایک خطرناک رجحان ہے اور ملک کے تمام انصاف پسند لوگوں اور مذہبی اکائیوں کو اس کی شدت سے مخالفت کرنی چاہیے۔ مجلس عاملہ نے یہ طے کیا کہ بورڈ کی تمام کمیٹیوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور ملکی سطح پر اسکی خدمات کو عام کرنے اور عوام تک بورڈ کا تعارف کرانے نیز تفہیم شریعت، دار القضا اور اصلاح معاشرہ جیسی کمیٹیوں کو وسعت دینے پر تبادلہ خیال کے بعد اہم فیصلے کئے گئے وہیں یہ بھی طے کیا گیا کہ بورڈ کی ہر کمیٹی میں ارکان خواتین میں سے بھی خواتین کو شامل کیا جائے، سوشل میڈیا ڈیسک کی ابتک کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اسکو مزید مفید بنانے پر غور کیا گیا اور مناسب فیصلہ کیا گیا۔

اجلاس میں مجلس عاملہ کے درج ذیل ارکان نے شرکت فرمائی اور مباحث میں بھرپور شرکت کی۔ بورڈ کے نائب صدور حضرت مولانا سید ارشد مدنی، مولانا ڈاکٹر علی محمد نقوی، امیر جماعت اسلامی جناب سید سعادت اللہ حسینی، بورڈ کے سکریٹریز مولانا محمد فضل الرحیم مجددی، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی، خازن بورڈ جناب پروفیسر ریاض عمر نیز امیر شریعت کرناٹک مولانا صغیر احمد رشادی، مولانا عتیق احمد بستوی، جناب یوسف حاتم مچھالا، ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، ایڈوکیٹ ایم آر شمشاد، ایڈوکیٹ حافظ رشید احمد چودھری، مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا یسین علی عثمانی، جناب ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی، مولانا خالد رشید فرنگی محلی، مولانا مفتی احمد دیولا، مفتی محمد عبیداللہ اسعدی، مولانا عبدالعلیم قاسمی بھٹکلی، مولانا محمد یوسف علی، جناب طاہر ایم حکیم ایڈوکیٹ، جناب کمال فاروقی، الحاج جناب عارف مسعود، مولانا محمد سفیان قاسمی، محترمہ پروفیسر مونسہ بشریٰ عابدی، محترمہ ڈاکٹر اسماء زہرا، محترمہ عطیہ صدیقہ، محترمہ نگہت پروین خان غیرہ۔ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کے اختتامی کلمات اور دعا پر میٹنگ کا اختتام ہوا

حجاب مسئلہ پر مسلمان منفی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں: جنرل سکریٹری بورڈ

حجاب شریعت کا لازمی حصہ ہے، ہر مسلمان عورت کے لئے بالاتفاق سر چھپانا واجب ہے، اور اس کی خلاف ورزی سخت گناہ ہے ان خیالات کا اظہار آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اپنے صحافتی بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ کرناٹک کے بعض تعلیمی اداروں میں جیسے ہی یہ مسئلہ پیدا ہوا، بورڈ نے فوراً توجہ کی اور کرناٹک کی مقامی ذمہ دار شخصیتوں، تنظیموں کے ذمہ داروں اور بورڈ کے معزز ارکان سے رابطہ کیا، ان حضرات کا خیال تھا کہ ہم اس مسئلہ کو مقامی طور پر حل کرلیں گے، اس کو نیشنل ایشو نہیں بنائیں گے اور انھوں نے اس کے لئے بھرپور کوشش بھی کی؛ مگر افسوس کہ اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوسکی، پھر کرناٹک کی بی جے پی حکومت کے مسلم مخالف موقف اختیار کرنے کی وجہ سے یہ مسئلہ پوری ریاست میں پھیل گیا، بورڈ مقدمہ میں فریق بننے والے مسلمانوں اور قانون دانوں سے مسلسل رابطہ میں رہا، قانونی اور شرعی نقطۂ نظر سے ان کے لئے مواد فراہم کیا، لیگل کمیٹی کے کنویز نے مؤثر بحث کی، مگر کورٹ نے ایسا فیصلہ کیا، جس سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوسکے، غیر مسلم دانشوروں اور قانون دانوں نے بھی اس حقیقت کو محسوس کیا اور اسے ملک کے دستور اور وطن عزیز کی جمہوری روایات کے خلاف قرار دیا، اب سپریم کورٹ سے رجوع کرنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں تھا؛ تاکہ اس صورت حال سے قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے نمٹا جاسکے؛ چنانچہ بورڈ نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے، اور پوری قوت کے ساتھ بہتر وکلاء کی مدد سے مقدمہ لڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ فرقہ پرست سازشی قوتیں مختلف ملی تنظیموں میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہیں، جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں، اس کے لئے بہت سی دفعہ دانستہ یا نادانستہ ملت ہی کے بعض افراد آلۂ کار بن جاتے ہیں؛ چنانچہ اس وقت بعض گوشوں سے بورڈ کے خلاف بھی پروپیگنڈہ کرنے اور غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور یہ تأثر دیا جارہا ہے کہ بورڈ اس مسئلہ پر خاموش تماشائی ہے، مسلمان ہرگز اس پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں، مسلم سماج میں پردہ کو رواج دیں، نئی نسل کی تربیت پر توجہ دیں، زیادہ سے زیادہ گرلز اسکول قائم کریں، تعلیم کو تجارت کے بجائے ایک خدمت تصور کریں، اور مقدمہ میں کامیابی کے لئے دعاء کا اہتمام کریں، اگر آپ خود اپنے آپ کو شریعت کا پابند بنائے رہیں تو کوئی طاقت آپ سے آپ کی شرعی شناخت چھین نہیں سکتا۔

Scanned with CamScanner

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ جن علاقوں کا دورہ کریں گے، یہ پروگرام کی تیسری قسط ہے۔

اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA ۔

صوبہ بہار، ممبئی، کیرالہ، دہلی وجھارکھنڈ

- مولانا امجد حسین رحمانی مبلغ امارت شرعیہ: بلاک نارائن پور، کھریک، رنگرا، گوراڈیہہ، اسماعیل پور، نوگچھیا ضلع بھاگل پور۔
- مولانا مفتی مجاہد اللہ مبلغ امارت شرعیہ: مہگاواں، گرگاواں، تریلی، نیانگر، دگھی ضلع گڈا
- مولانا ارشاد صاحب مبلغ امارت شرعیہ: لکھمنیاں، شاہ پور کمال، چھوراہی ضلع بیگوسرائے۔
- مولانا محمد اسعد اللہ سعید مبلغ امارت شرعیہ: بلاک پتھر گھٹ سہرسہ بستی ضلع سہرسہ
- مولانا تقی امام مظاہری صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بیٹ، شہر سہارن پور ومضافات
- مولانا احمد حسین قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک کے نگر، دھمداہا، بھوانی پور، مسکھی ضلع پورنیہ
- مولانا خالد انور صاحب مبلغ امارت شرعیہ: علاقہ ارنا کولم، صوبہ کیرلہ
- مولانا وسیم اکرم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: لکھنو، نگرام، واطراف
- مولانا سالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: سہسرام، ناصری گنج واطراف شہر رہتاس
- مولانا ریاض حسین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: دوکی، لکڑ مارا، قمر گاواں، بسکی قطعہ، جہاز قطعہ ضلع گڈا
- مولانا حشر الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک بگہا، مدھوبنی، گوناہا، مجھولیا ضلع مغربی چمپارن
- مولانا امداد اللہ ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک منصور چک، تیگھڑا، بیر پور، ڈنداری، ضلع بیگوسرائے
- مولانا ثاقب صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک کرت پور، علی نگر، ہنومان نگر ضلع دربھنگہ
- مولانا اخلاق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک پرتاب گنج، سرائے گڑھ وکشن پور ضلع سوپول
- مولانا سرفراز صاحب مبلغ امارت شرعیہ: تالجھاڑی، رانی ڈیہہ، گھنٹی وشہر گڈا
- مولانا مدثر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک پوٹھیا، ٹھاکر گنج، ضلع کشن گنج واتر دیناج پور بنگال
- مولانا مسعود عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک بسفی، بینی پٹی، باسوپٹی وغیرہ ضلع مدھوبنی
- مولانا صبغۃ اللہ صاحب چمپارنی مبلغ امارت شرعیہ: بلاک سوگولی، ہرسیدھی، پہاڑ پور، پکڑی دیال، آدا پور ضلع مشرقی چمپارن
- مولانا شمیم اختر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک سنگرام پور، پھنبرہ، بنکوا، بنجریا وپر اکوٹھی ضلع مشرقی چمپارن
- مولانا امتیاز صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کاندیولی، نالاسوپارہ، دہیسر، بھاینددر، وسئی، ویرار ضلع تھانے مہاراشٹر
- مولانا احتشام صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک خسرو پور، پنڈارک وفتوحہ ضلع پٹنہ
- مولانا مفتی عبد القادر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: الیاس نگر واطراف شہر بنگلور
- مولانا عبد المعید صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک ستر کٹیا ومضافات، کہرا بلاک ضلع سہرسہ
- مولانا سراج احمد صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک عالم نگر، چوسا، بہاری گنج وادا کشن گنج ضلع مدھے پورہ
- مولانا مظہر خان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع دمکا ودیوگھر صوبہ جھارکھنڈ
- مولانا نسیم دیوان قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ: کاٹھمنڈو، لہان، انروابازار، بیرگنج وغیرہ نیپال
- مولانا ظہور عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک اسلام پور، راجگیر، استھاواں، تلسا، ہرنوت، نورسرائے ضلع نالندہ
- مولانا نصیب الرحمن صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک گائے گھاٹ، سرائے، موتی پور، مرون ضلع مظفر پور
- مولانا نعمان صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک مینا پور، بوچہا، پارو، صاحب گنج، مرول ضلع مظفر پور
- مولانا منظر صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک سکٹی، پلاسی وکرسا کانٹا ضلع ارریہ
- مولانا مہر الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ: بلاک جوکی وعلاقہ تحل گاؤں ضلع ارریہ
- مولانا خورشید صاحب مبلغ امارت شرعیہ: ضلع ارول واطراف،، کاکو، بے بی پور، سلیم پور، لانجو، مخدوم پور ضلع جہان آباد
- مولانا اظہار الحق صاحب مبلغ امارت شرعیہ: نرسا، چرکنڈہ، کمارڈوبی، باگھا کنڈی، جنگل پور، سرکارڈیہہ، آسن بنی، بھتیا دھنباد واطراف شہر گریڈیہہ
- جناب مولانا اظہر قاسمی صاحب کارکن دار القضاء جمشید پور: بلیاپور، کتراس، گوموہ، گوندپور، وغیرہ دھنباد، حلقہ سنگھ بھوم، چکولیہ، مئو بھنڈار، ہلدی پوکھر وغیرہ۔
- مولانا مفتی راشد انور قاسمی صاحب دار القضاء امارت شرعیہ پٹنہ: قرول باغ، بوانہ واطراف شہر دہلی

انسانیت کی خدمت امارت شرعیہ کی روشن تاریخ: مفتی سعید الرحمٰن قاسمی

موضع گھتھا، پوسٹ گوبند پور، بلاک پرتاپ گنج، ضلع سپول میں آتشزدگی کے متاثرین کے درمیان امارت شرعیہ کا ریلیف ورک

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر 28 مارچ 2022 روز سوموار کو مفتی امارت شرعیہ مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی کی قیادت میں امارت شرعیہ کی ایک ریلیف ٹیم ضلع سپول کے پرتاپ گنج بلاک میں واقع موضع گھتھا، پوسٹ گوبند پور میں آتشزدگی کے متاثرین کے درمیان پہنچی۔ اس ٹیم میں معاون ناظم امارت شرعیہ مولانا احمد حسین قاسمی، قاضی شریعت دار القضاء دین بندھی سوپول، مولانا مفتی ابوالقاسم رحمانی قاضی شریعت دار القضاء گودام والی مسجد سوپول اور مولانا محمد عادل فریدی صاحب شریک تھے۔ اس ریلیف ٹیم نے متاثرہ خاندانوں کو تسلی کے کلمات کہے اور امارت شرعیہ کی جانب سے انہیں صبر واستقامت کی تلقین کی۔ ساتھ ہی نقد رقم کے ذریعہ ان سبھی متاثرہ خاندانوں کی مدد کی گئی، امارت شرعیہ کی جانب سے عبوری راحت کے طور پر فی خاندان پانچ ہزار روپے دیے گئے۔ اس موقع پر وہاں موجود متاثرین کے علاوہ دیگر مقامی لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے قائد وفد مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی نے کہا کہ انسانیت کی خدمت کرنا عظیم عبادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کرنا چاہئے۔ اور جو لوگ اس مصیبت سے بچ گئے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مصیبت میں گھرے لوگوں کی مدد کریں۔ خیال رہے کہ گزشتہ جمعہ مورخہ 26 مارچ 2022 جمعہ کی نماز کے وقت اچانک موضع گھتھا کے ایک گھر میں آگ لگ گئی اور دیکھتے دیکھتے یہ آگ محلہ میں پھیل گئی، اور تقریباً اکتالیس گھر بری طرح جل گئے، اسی بیچ کئی گھروں میں آگ لگنے کی وجہ سے سلنڈر پھٹ گیا اور آگ نے خطرناک صورت اختیار کر لی۔ جب تک مقامی لوگ انتظامیہ کی مدد سے آگ پر قابو پاتے آگ چالیس سے زیادہ گھروں کو نگل چکی تھی۔ اس واقعہ میں گرچہ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، لیکن گھر کے علاوہ مویشی، اناج اور گھر کے دیگر ساز وسامان پوری طرح خاکستر ہو گئے۔ اور آن کی آن میں چالیس سے زیادہ خاندان کھلے آسمان کے نیچے آگئے۔ مقامی لوگوں کی طرف سے مکھیا شفیع اللہ صاحب نے فوراً امارت شرعیہ اس کی اطلاع دی۔ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اور امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے فوراً اس اندوہناک حادثہ پر توجہ دی اور نقد رقم لے کر مذکورہ ریلیف ٹیم کو عبوری راحت رسانی کے لیے بھیجا۔

سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ رہی کہ تین گھروں میں بیٹیوں کی شادی طے تھی، اور جس دن آگ لگی اس کے اگلے دن بارات آنے والی تھی، شادی کی تیاریاں ہو چکی تھیں، ٹینٹ وغیرہ بھی لگ چکا تھا، شادی کا سارا سامان، فرنیچر، کپڑے و زیورات وغیرہ جمع تھے۔ اس حادثہ ناگہانی نے ان گھروں کی خوشیوں کو بھی کافور کر دیا اور شادی کے سارے سامان جل گئے اور شادی ٹالنی پڑی۔ امارت شرعیہ کی ریلیف ٹیم نے گاؤں کے بارسوخ لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ ان بیٹیوں کی ڈولی اٹھوانے میں وہ سب لوگ مدد کریں۔ گاؤں کے لوگوں نے امارت شرعیہ کی ٹیم کے سامنے وعدہ کیا کہ وہ سب مل کر ان بچیوں کی شادی میں مدد کریں گے۔ امارت شرعیہ کی ٹیم نے بھی ان گھر والوں کی خصوصی مدد کی۔ اس موقع پر اکٹھا ہوئے مقامی لوگوں کے سامنے مولانا احمد حسین قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ سو برسوں سے انسانیت کی بنیاد پر مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتی آئی ہے۔ امارت شرعیہ آپ کی ساری ضرورت تو پوری کر نہیں سکتی، لیکن آپ کے آنسو پوچھنے اور آپ کو تسلی دینے آئی ہے۔ یقیناً اس رقم سے آپ کے نقصان کی پوری بھرپائی نہیں ہو سکتی، لیکن اس کے ذریعہ ایک پیغام ان لوگوں کو دیا جا رہا ہے جن کو اللہ نے نعمتیں دی ہیں کہ وہ اپنے پڑوس کے ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کریں اور انہیں دوبارہ کھڑے ہونے میں سہارا دیں۔ مولانا ابوالقاسم رحمانی صاحب قاضی شریعت سوپول اور مولانا محمد عادل فریدی صاحب نے بھی متاثرین کے درمیان تسلی کے کلمات کہے۔ بلاک پرمکھ جناب رمیش یادو صاحب نے اس ریلیف ٹیم کا، امیر شریعت اور امارت شرعیہ کا شکریہ ادا کیا کہ صحیح وقت پر امارت شرعیہ نے ان متاثرہ خاندانوں کی مالی مدد کر کے انسانیت کا فریضہ ادا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم سب لوگوں کو ایک سبق دیا ہے کہ زندگی نام صرف کھانے پینے اور اپنی فکر کرنے کا نہیں ہے بلکہ زندگی کا مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سرکار کی جانب سے بھی ابتدائی مدد کی گئی ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ جو بھی ممکن مدد ہو وہ کی جائے۔
امدادی ٹیم کے ساتھ مقامی لوگوں میں مکھیا شفیع اللہ صاحب، مولانا طفیل احمد رحمانی، وجے جی پترکار ہندوستان، شنکر جی پترکار دینک جاگرن، محمد فاروق صاحب، حافظ محمد شمس الدین صاحب اور محمد ابوالحسن صاحب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

امارت شرعیہ کی جانب سے مقتول خلیل عالم رضوی کی بیوہ کو پچاس ہزار روپے کا چیک

مسری گھراری تھانہ حلقہ کے روپولی پنچایت کے بھوریا گاؤں کے باشندہ وجد یولیڈل مقتول خلیل عالم رضوی کی بیوہ نعمت خاتون کو امارت شرعیہ کے وفد نے مولانا محمد محی الدین رحمانی مبلغ امارت شرعیہ کی قیادت میں پچاس ہزار کا چیک امداد کے طور پر سپرد کیا۔ مولانا محی الدین رحمانی صاحب نے اس موقع پر کہا کہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی ہدایت اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب کے حکم پر امارت شرعیہ کے وفد نے مقتول کی بیوہ کو پچاس ہزار روپے امداد کے طور پر مہیا کرائے ہیں۔ امارت شرعیہ روز اول سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں رفاہی وفلاحی کام اور اس طرح کے معاملات میں بڑھ چڑھ کر متاثر کنبہ کی معاونت کرتی رہی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ رقم قلیل ہے اور اس سے بیوہ اور مقتول کے خاندان کے نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی، لیکن اس سے ان کو تھوڑی تقویت ضرور ملے گی۔ اس موقع پر مقتول خلیل عالم رضوی کے والد محمد ایوب، بھائی محمد ستارے، آر جے ڈی اقلیتی سیل کے صدر نسیم عبد اللہ انصاری، محمد راشد زماں، محمد شاہد، الحاج محمد نوشاد، نقیب امارت شرعیہ قاری محمد ہاشم اور مدرسہ صوت القرآن کے مہتمم قاری محمد ثاقب وغیرہ موجود تھے۔

Scanned with CamScanner

ہمارے حضرتؒ کی تعلیمی فکرمندی

ذاکر بلیغ ایڈوکیٹ، بتیا، بہار

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے، ان کی خدمات جلیلہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی اور ان یادوں کے سہارے آگے کام کرنے کا لائحہ عمل طے کیا جاتا رہے گا۔ آپ ایک نابغہ روزگار شخصیت کے مالک تھے، خدمت کے مختلف میدان میں آپ پوری زندگی سرگرم رہے اور ہر میدان میں آپ نے قوم وملت اور ملک کی بیش بہا خدمت انجام دی۔ آپ کی پوری زندگی خدمت قوم وملت کیلئے وقف رہی، اور میں نے بارہا سفر وحضر، بیماری واعذاری اور ملت کی تمام تر مصروفیات کے باوجود حضرت کو بہت قریب سے دیکھا، جانا اور سمجھا کہ وہ ہر وقت قوم وملک اور خاص طور پر ملت کے نونہالوں کے مستقبل کو سنوارنے اور تابناک بنانے کی فکر میں کوشاں رہتے، ان کی تگ ودو کا حاصل یہی تھا کہ ہماری قوم کے بچے اپنی شناخت کے ساتھ دنیا کے ہر میدان میں آگے بڑھیں اور ترقی کریں وہ صرف سوچتے ہی نہیں تھے بلکہ اپنی اس فکر وسوچ کو پروان چڑھاتے اور برسوں کے تجربات کی روشنی میں بجوئے خاکوں میں رنگ اچھی طرح بھرنا جانتے تھے اس پہلو پر وہ انتہائی متفکر رہتے اور زمین پر اپنے اس نقشہ کو اتارنے کی کامیاب کوشش بھی کی۔ اس کے علاوہ اتنی ہی فکر آپ کو دینی تعلیم کی بھی تھی اور جہاں بھی جاتے یا جس کسی سے ملتے تو اسکی طرف متوجہ ضرور کرتے، اسی پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت کے ساتھ برسوں کام کرنے والے ڈاکٹر مولانا محمد وقارالدین لطیفی ندوی صاحب اپنے مونگیر قیام کے دوران کے تجربات کو "لاک ڈاؤن اور حضرت امیر شریعت سابعؒ - یادوں کے نقوش" عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "جب کوئی ملنے آتا اور خاص کر بچوں کے ساتھ آتا تو وہ از خود ان بچوں سے بات کرتے اور یہ جاننے کی کوشش کرتے کہ یہ کس حد تک مسلمان ہے، زیادہ تر موقعوں پر دیکھا کہ خوشحال گھرانہ کے بچے اور بچیاں اچھے اچھے اسکولوں میں تو پڑھتے ہیں مگر کلمہ کسی کو یاد ہے تو درود شریف نہیں، اگر درود شریف یاد ہے تو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص جیسی چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی یاد نہیں، آپ یہ سب دیکھ کر اور جان کر بہت پریشان ہوجاتے اور ان کے والدین سے دوٹوک کہہ دیتے کہ دنیا کی ریل پیل اور مال ودولت آپ کے کسی کام کے نہیں ہوں گے ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ان کے اندر ایمان کو مضبوط کریں اور ان کو دین کی دولت سے آراستہ کریں اس وقت ملک کی جو صورتحال ہے ذرا غور کیجئے کہ ہمارا یہی حال رہا تو آنے والی نسلوں میں ہم کیسے ایمان اور اسلام منتقل کر سکیں گے۔ ان کا پورا زور ہوتا کہ اپنے بچوں کو بلاشبہ اچھی تعلیم دیں چاہے ایک وقت فاقہ کرنا پڑے لیکن تعلیم دلوائیں اور اس کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ان کے اندر ایمان کو مضبوط کریں اور ایمان کی مضبوطی کیلئے ضروری ہے کہ دینیات کی تعلیم پر توجہ دیں۔" (نقیب امیر شریعت سادس نمبر ص ۱۹۲)

بلاشبہ خانوادہ رحمانی کے گل سر سبد ہمارے حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحبؒ ایک ولی کامل، مجدد وقت کے ساتھ عصری تعلیم پر کام کرنے کے اعتبار سے اپنے دور کے سرسید سے کم نہ تھے، جس طرح آپ نے کم عرصہ میں اور انتہائی قلیل وسائل کے باوجود جو عظیم خدمت انجام دی اگر ہم پوری دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں تو دور دور تک آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ بہار قانون ساز کونسل کی رکنیت اور پھر ڈپٹی چیرمین ہوئے، آج بھی بہار قانون ساز کونسل کی پرانی فائلوں میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے ۲۲ رسالہ دور میں مسلمانوں کے مسائل اور اقلیتوں کی تعلیم کے مسائل پر جس شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کی ہے کسی نے آج تک اتنی مدلل گفتگو نہیں کی ہے۔ ہمیشہ آپ نے نظام تعلیم کو بہتر بنانے پر حکومت کو مفید مشورے دیئے اور جب مشوروں سے کام نہیں چلا تو آپ نے اس کیلئے دوسرے راستے بھی اختیار کئے لیکن تعلیمی نظام میں بہتری لانے کے سلسلہ میں اپنی بات اور اپنی کوششوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے، کئی بار تو ایسا بھی ہوا کہ مخالفین تک سے آپ نے اس موضوع پر ملاقات کر کے اسمبلی میں کبھی تائید کرنے تو کبھی بات رکھنے کی کامیاب کوشش کی۔ امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ صاحب رحمانی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ خانقاہ رحمانی کے سجادہ نشیں بنائے گئے تو آپ کی سیاسی مصروفیت کم سے کم ہوتی گئی مگر اہل تعلق کا آنا جانا لگا رہا اور حضرتؒ نے بھی اس تعلق کو زندگی کی آخری سانس تک باقی رکھا، جب کوئی سیاسی آدمی ملنے آتا تو ان کو بھی کم از کم ان کے اپنے علاقہ میں تعلیم پر کام کرنے کی طرف متوجہ کرتے اور ان کو تعلیم کی اہمیت بتاتے۔ سجادہ نشیں بننے کے چند سالوں بعد آپ نے رفاہی خدمت کے میدان کو وسیع کرتے ہوئے شہر مونگیر میں ایک وسیع اراضی حاصل کی اور وہاں رحمانی فاؤنڈیشن کے نام سے ایک فلاحی ادارہ قائم فرمایا، ساتھ ہی کمپیوٹر کی تعلیم کا انتظام بھی شروع کیا۔ پھر کیا تھا رفتہ رفتہ کارواں بڑھتا گیا اور کاموں کا دائرہ بھی وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ منظر عام پر آنے کے بعد آپ کافی پریشان ہوگئے اقلیتوں کے تعلیمی تناسب کو دیکھتے ہوئے آپ کی راتوں کی نیند حرام ہوگئی اور اسکی تلافی کا ارادہ فرمالیا اس کیلئے آپ نے بڑی تگ ودو کی اور ملک کے ماہرین تعلیم سے تبادلہ خیال بھی کیا کہ کس طرح اس خلا کو پر کیا جاسکتا ہے لیکن کوئی نتیجہ سامنے نہ دیکھ کر آپ نے ۲۰۰۸ء میں "رحمانی تھرٹی" کے نام سے ایک ایسا انوکھا ادارہ قائم کیا جس کی مثال ہماری قوم میں اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی، یہ ادارہ قوم کے مسلم بچے اور بچیوں کیلئے ایک امید کی کرن ثابت ہوئی جس کے ذریعہ ایسے بچے اور بچیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئیں جن کے والدین نے کبھی سوچا بھی نہ تھا، بالفاظ دیگر آپ نے ناممکن کو ممکن کر کے دکھایا اس ادارہ میں مخصوص تعداد میں داخلہ لیکر ان کو پہلے مرحلہ میں انجینئرنگ میں داخلہ جاتی امتحان کیلئے تیار کرایا جانے لگا اور الحمدللہ پہلے سال سو فیصدی رزلٹ نے حضرت کے حوصلوں کو تقویت بخشی پھر دھیرے دھیرے انجینئرنگ کے ساتھ ڈاکٹری، چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ جیسے شعبوں کیلئے بچے اور بچیوں کو تیار کرانیکا کام شروع کیا اور ملک کے ممتاز عصری تعلیم گاہوں میں ان کے داخلے ہونے لگے۔ چند ہی برسوں میں اس کی کامیابی کا ڈنکا پورے ملک میں بجنے لگا اور پے در پے ملک کے مختلف بڑے شہروں میں اسکی شاخیں قائم ہونے لگیں الحمدللہ یہ ادارہ ایک اہم خدمت انجام دے رہا ہے اور ہمارے حضرت کیلئے ان شاءاللہ زادہ راہ ثابت ہوگا۔ اس ادارہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مولانا شارب ضیاء رحمانی صاحب لکھتے ہیں: "امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی انقلاب، ایسا تاریخ ساز کارنامہ ہے جس کی مثال کم از کم شمالی ہند میں نظر نہیں آتی۔ اہم بات یہ ہے کہ ان تمام مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاریاں دینی ماحول میں کرائی جارہی ہیں، تاکہ بچے سائنس داں، چارٹرڈ اکاونٹنٹ اور ڈاکٹر ہوکر ملک وملت کی خدمت کرتے ہوئے مزاجاً مسلمان رہیں۔ رحمانی تھرٹی نے حضرت مونگیریؒ کی فکر اور منہج کو عملی جامہ پہنا کر ملت کے سامنے آئیڈیل پیش کردیا ہے۔ اس کے علاوہ آپؒ نے ۲۰۱۴ء میں مونگیر میں رحمانی بی ایڈ کالج قائم کیا۔ ضلع کشن گنج کے مسلم اکثریتی علاقہ پہاڑ کٹہ تھانہ کے سینٹل پور میں آپؒ نے عصری تعلیم کی توسیع کے لیے ۲۸.۵ ایکڑ زمین خریدی تاکہ مسلم طلبہ کو پہلی کلاس سے بارہویں تک خود کفالتی اور اقامتی نظام تعلیم کے ذریعہ مستحکم تعلیم دی جائے۔ چوں کہ بنیادی تعلیم ان کے مستقبل کے خوابوں کو حسین تعبیر دے سکتی ہے اور آنے والے تمام مقابلہ جاتی امتحانات میں ان درجات کی کلیدی اہمیت ہے۔ اس کے بعد مولانا کا منصوبہ رحمانی تھرٹی کے طرز پر وہاں سول سروسز، میڈیکل، آئی آئی ٹی (انجینئرنگ) سمیت دیگر اعلیٰ مقابلہ جاتی امتحانات کے لیے تیاری کرانا تھا۔ مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے بحیثیت امیر شریعت پانچ برس کے قلیل عرصے میں امارت شرعیہ کے تحت اقامتی اسکولوں کے قیام کا سلسلہ شروع کیا۔ دینی ماحول میں عصری اقامتی تعلیمی اداروں کے قیام کی یہ کوشش بھی اسی فکر مونگیریؒ کے زیر اثر تھی۔ افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی۔ اسی طرح امیر شریعت سابعؒ کے فرزند اور موجودہ سجادہ نشیں جناب مولانا احمد ولی فیصل رحمانی اور ان کے چھوٹے بھائی جناب حامد ولی فہد رحمانی نے اپنے والد بزرگوارؒ کی سرپرستی میں جامعہ رحمانی میں علماء کو جدید علوم اور ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنے کے لیے 'شعبہ دار الحکمت' کا قیام کیا۔" (حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور تعلیمی اصلاحات، از شارب ضیاء رحمانی، صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

جامعہ رحمانی میں بھی آپ نے جہاں دینی علوم کی مضبوطی پر توجہ دی وہیں دار الحکمت کے نام سے ایک نیا شعبہ قائم کر کے ایک مثال قائم کی، امارت شرعیہ کے امیر منتخب ہونے کے بعد آپ نے امارت شرعیہ کے ماتحت چل رہے اسکولوں کا جائزہ لیکر زمانہ کی رفتار کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اسکے نظام میں غیر معمولی تبدیلی کی اور اسکول کو اسکول کہلانے نیز افادیت کے اعتبار سے ایک مقام تک پہونچانے کی فکر کی اور ان اسکولوں کی رپورٹوں کا جائزہ رپورٹ غور سے خود دیکھتے اور اسکول کے ذمہ داروں سے براہ راست رابطہ کر کے انہیں مفید تر مشوروں سے نوازتے، ابھی ان کا خواب تھا کہ کہیں زمین حاصل ہوجائے تو امارت شرعیہ وہاں میڈیکل کالج قائم کرے گا لیکن کرونا اور پھر آپ کی وفات سے ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا کام شروع نہ ہوسکا لیکن موجودہ امیر شریعت سے توقع ہے کہ وہ حضرت کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اللہ تعالی ہمارے حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے ادھورے کاموں کی تکمیل کی ہم سبھوں کو توفیق دے نیز ان کے رہنما اصولوں پر چلنے کی سعادت بخشے۔ آمین یارب العالمین

اسلامی معاشیات کے بنیادی خدوخال

محمد ادریس کشمیری

اسلام کا معاشی نظام انسانیت کی حقیقی فلاح وبہبود اور معاشی اعتبار سے عدل کے قیام کا مظہر ہے۔ اسلام نے مثبت طور پر رزق کی جدوجہد کی ترغیب دی اور اسے ہر مسلمان پر فرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی تلاش سے غافل ہوکر سوتے نہ رہو۔" آپؐ نے فرمایا: "جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے حاصل کرے کہ سوال سے بچے اور اہل وعیال کی کفالت کرے اور ہمسائے کی مدد کرے تو قیامت کے دن جب وہ اٹھے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ اسلامی معاشیات کا ایک اساسی اصول یہ ہے کہ تمام انسانوں کے لیے معاشی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ قدرت کے ودیعت کردہ وسائل کو ترقی دی جائے۔ رزق کی تجوریوں کو چند ہاتھوں میں اس طرح یرغمال نہ ہونے دیا جائے کہ دوسروں پر اس کے دروازے بند ہی ہوجائیں۔ اسلام کے معاشی نظام کے مثبت معاشی مقاصد میں غربت کا انسداد اور تمام انسانوں کو معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام سب کو حصول رزق کے مواقع عطا کرنے اور مثبت طور پر ایسی حکمت عملیاں بنانے کی تاکید کرتا ہے، جس سے غربت وافلاس ختم ہو اور انسانوں کو ان کی بنیادی ضروریات حاصل ہوں اور ان تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیا ہے جو ظلم وزیادتی اور دوسروں کی حق تلفی پر مبنی ہوں۔ اسلام محض افلاس، غربت، معیار زندگی کے گرنے کے خطرات اور قلت وسائل کے باعث نسل کشی کی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن واضح تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: "تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، ان کا مارنا بڑی خطا ہے۔" درحقیقت اسلام کا مزاج مغرب کی تمام معاشی تحریکات سے منفرد اور جداگانہ ہے۔ وہ ہر فرد اور پوری امت کی توجہ کو معاشی وسائل کی ترقی اور پیداواری امکانات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مرکوز کرتا ہے۔ معاشرے میں انصاف اور آزادی کے قیام کے ساتھ ساتھ غربت وافلاس کا انسداد کر کے بہتر معاشی زندگی کا قیام ممکن بناتا ہے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے، وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں صرف جائز اور حلال رزق کے فروغ کے مساعی ہوں گی۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں: کسی نے بھی اپنے ہاتھ کے کمائے ہوئے عمل سے زیادہ بہتر طعام نہیں کھایا، حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔" اسلام نے معاشی جدوجہد کو حلال وحرام کا پابند کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس سے دور جدید کی معاشیات قطعاً نا آشنا ہے۔

اسلامی معیشت میں صرف تکثیر کی جگہ اس کی مناسب حد تک کا حصول پیش نظر رہتا ہے اور ایک حقیقی فلاحی معیشت ظہور میں آتی ہے۔ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک حرمت ربوا ہے جو معاشی ظلم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام میں سود کو اس کی ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے۔ اس کے لینے کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے، درحقیقت اسلام نے تجارتی اخلاقیات کا ایک ضابطہ پیش کیا ہے، اسلام تجارتی لین دین میں دیانت داری اور خداترسی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے اور ان تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیا ہے جو ظلم وزیادتی اور دوسروں کی حق تلفی پر مبنی ہوں۔ اسلام تجارت کے سلسلے میں باہمی آزاد رضامندی کی تلقین کرتا ہے۔ تجارت کی بنیاد تعاون باہمی پر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیانت، جائز اور مباح کی تجارت، ذخیرہ اندوزی کی ممانعت، اسراف کی بندش بھی عائد کرتے ہوئے کہتا ہے: "کلوا واشربوا ولا تسرفوا" "کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔ اسلام دولت کے ارتکاز کو پسند نہیں کرتا اور اس بات کا نظم قائم کرتا ہے کہ مختلف معاشرتی، ادارتی، قانونی اور اخلاقی تدابیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرہ میں گردش کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق اپنا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کیا گیا ہے۔ درحقیقت اسلام جہاں معاشی ترقی کا خواہاں ہے، وہیں وہ دینی، روحانی اور اخلاقی ہدایات کا معلم بھی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کر کے فلاحی نظام معیشت کا قیام ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ انسان حصول مال کی خاطر شتر بے مہار بن جائے اور حلال وحرام کا امتیاز ہی ختم کر ڈالے آج اسلامی تعلیمات سے نا آشنا بعض حلقے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ معیشت وتجارت کے بارے میں اسلامی احکام پر عمل کرنے سے ہمارا سارا کاروبار ٹھپ ہوجائے گا اور ہم معاشی اعتبار سے بہت پیچھے رہ جائیں گے، مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حقیقی اور دیرپا ترقی کیلئے تجارتی سرگرمیوں کو مناسب اصول وضوابط کے دائرے میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اقتصادی ماہرین کے نزدیک ہمارے موجودہ معاشی واقتصادی بحران کا بنیادی سبب معاشی سرگرمیوں کا اخلاقی قیود اور پابندیوں سے مستثنیٰ ہونا ہے۔ آج بھی ہم اپنی تجارت ومعیشت کو اسلام کے ان جامع اصولوں کی روشنی میں صحت مند بنیادوں پر استوار کر کے ایک مضبوط ومستحکم معیشت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

روزے کی مشروعیت، حکمتیں اور مصلحتیں

مولانا محمد تبریز عالم حلیمی قاسمی استاذ دار العلوم حیدرآباد

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اصل طرزِ حیات اور مقصدِ زندگی ہے،اس طرزِ حیات کی نشو ونما میں توحید و رسالت اور دیگر عبادات کے ساتھ روزے کا اہم کردار ہے،اسی لیے کہا جاتا ہے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے بعد نماز، زکوۃ، حج اور روزہ اسلام کے عناصر اربعہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور فرمانبرداری کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے،رمضان کا روزہ بھی ایک حکم الٰہی اور بندوں پر فرض ہے،اس لیے مسلمانوں پر روزہ رکھنا نہ صرف یہ کہ ضروری ہے بلکہ یہ بندگی کا تقاضا بھی ہے۔بالفاظ دیگر اسلام نام ہے خدا کے حکم کے سامنے بلا چوں چرا سرِ تسلیم خم کردینے کا۔اللہ نے اپنے بندوں کو جن احکام کا پابند بنایا ہے،ان کا مدار نصوص پر ہے،احکام و مسائل کی حکمتیں،مصالح اور اسرار و رموز کا جاننا ضروری نہیں ہے!لیکن بقولِ حضرت تھانویؒ: یہ ضرور ہے کہ بعض طبائع کے لیے ان کا معلوم ہو جانا احکام شرعیہ میں مزید اطمینان پیدا ہونے کے لیے ایک درجہ معین ضرور ہے؛ گو اہل یقینِ راسخ کو اس کی ضرورت نہیں۔

یہاں یہ خیال رکھنا اور جاننا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ایک نام الحکیم بھی ہے جو حکم اور حکمۃ سے مشتق ہے،جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ احکام مبنی بر حکمت ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام مشروع کیے ہیں وہ سب کے سب عظیم حکمتوں سے پر ہیں،بعض اوقات ہمیں اس کی حکمت کا علم ہوتا ہے اور بعض اوقات ہماری عقلیں اس کی حکمت کا ادراک نہیں کرپاتیں؛ کیوں کہ ہماری عقلیں اور ہماری تلاش و جستجو اور سوچ کا دائرہ محدود ہے،اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کچھ حکمتوں کا علم رکھتے ہیں اور بہت ساری حکمتیں ہم پر مخفی ہی رہ جاتی ہیں۔

ذیل میں موضوع کی مناسبت سے روزے کی مشروعیت اور اس کی حکمت و مصلحت کا مختصر تذکرہ کیا جارہا ہے۔

روزے کی فرضیت کا حکم سن دو (۲) ہجری میں تحویلِ قبلہ کے واقعہ سے کم و بیش دس پندرہ روز بعد نازل ہوا۔آیتِ صیام شعبان کے مہینے میں نازل ہوئی جس میں رمضان المبارک کو ماہِ صیام قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَیٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ" (البقرہ:۱۸۵)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سراپا ہدایت ،اور ایسی روشن نشانیوں کی حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کردیتی ہیں،لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے،وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔"ہجرت کے بعد روزے کو فرض کرنے کی حکمت یہ تھی کہ جب مسلمان توحید و رسالت،نماز اور ماقبل ہجرت نازل ہونے والے دیگر احکام قرآن پر عمل کرنے کے خوگر اور عادی ہوجائیں تو پھر انہیں روزہ حکم دیا جائے۔رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشورا (دس محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔پھر جب صیامِ رمضان کو فرض کیا گیا تو صومِ عاشورا کا حکم منسوخ ہوگیا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم دیا۔جب رمضان فرض ہوگیا تو اُسے چھوڑ دیا گیا"اس سلسلے میں لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزوں کو فرض اور مشروع کرتے ہوئے اس کی حکمت کا بھی ذکر کیا ہے،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں،جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے،تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو" (البقرۃ:183) معلوم ہوا روزہ تقویٰ و پرہیزگاری کا وسیلہ ہے،اور تقویٰ ایک ایسا جوہر ہے جس سے بندہ دینی اوامر میں مدد حاصل کرتا ہے۔علماء محققین نے روزے کی مشروعیت کی جتنی حکمتوں کا ذکر کیا ہے ان سب میں تقویٰ و پرہیزگاری کا عنصر غالب ہے۔

مفتی سعید احمد پالن پوریؒ نے رحمۃ اللہ الواسعۃ میں لکھا ہے:"اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت کا نسخہ جامعہ بنایا ہے۔اس کی جبلت میں وہ سارے مادی اور سفلی تقاضے بھی رکھے ہیں جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں۔اور اسی کے ساتھ اس کی فطرت میں روحانیت کا وہ نورانی جوہر بھی رکھا ہے جو ملأِ اعلیٰ کی خاص دولت ہے۔انسان کی سعادت کا مدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی جوہر حیوانی عنصر پر غالب اور حاوی رہے۔اور اس کو حدود کا پابند رکھے۔اور یہ جبھی ممکن ہے کہ بہیمی پہلو ملکوتی پہلو کی فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہوجائے۔اور اس کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرے۔روزے کی ریاضت کا خاص مقصد یہی ہے کہ اس کے ذریعے بہیمیت کو اللہ کے احکام کی پابندی اور روحانی تقاضوں کی تابعداری و فرمانبرداری کا خوگر بنایا جائے۔اور چونکہ یہ چیز نبوت کے خاص مقاصد میں سے ہے اس لئے تمام پہلی شریعتوں میں بھی روزہ کا حکم رہا ہے۔ارشاد پاک ہے:اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے،تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو(سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۳)"لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" میں روزوں کی حکمت کا بیان ہے یعنی اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔روزہ رکھنے سے عادت پڑے گی نفس کو اس کے متعدد تقاضوں سے روکنے کی۔اور وہی بنیاد ہے تقویٰ کی (ماخوذ از معارف الحدیث ۳۹۳) ☆ (رحمۃ اللہ الواسعۃ ص:۱۹۳ج:۴)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں:"جس نے بھوک اور پیاس محسوس ہی نہیں کی ہو وہ بھوکوں اور پیاسوں کے حال سے کیوں کر واقف ہوسکتا ہے اور وہ رزاق مطلق کی نعمتوں کا شکر یہ علی وجہ الحقیقت کب ادا کرسکتا ہے اگرچہ زبان سے شکر یہ ادا کرے مگر جب تک اس کے معدہ میں بھوک اور پیاس کا اثر اور اس کی رگوں اور پٹھوں میں ضعف و ناتوائی کا احساس نہ ہو وہ نعمہائے الٰہی کا کما حقہ شکر گذار نہیں بن سکتا کیونکہ جب کسی کی کوئی محبوب و مرغوب مالوف چیز کچھ زمانہ گم ہوجاوے تو اس کے فراق سے اس کے دل کو اس چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

مزید لکھتے ہیں:"روزہ موجب صحت جسم و روح ہے چنانچہ قلت اکل و شرب کو اطباء نے صحت جسم کے لئے اور صوفیاء کرام نے صفائی دل کے لئے مفید لکھا ہے۔

روزہ انسان کے لئے ایک روحانی غذا ہے جو آئندہ جہان میں انسان کو ایک غذا کا کام دیگا جنہوں نے اس غذا کو ساتھ نہیں لیا وہ اس جہاں میں بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان پر اس جہاں میں روحانی افلاس ظاہر ہوگا کیوں کہ انھوں نے اپنی غذا کو ساتھ نہیں لیا۔اور یہ بات ماننے کے لائق ہے جبکہ کھانے پینے کی تمام اشیاء خداوند تعالیٰ ہی کے خزانہ رحمت سے انسان کو ملتی ہیں تو جن اشیاء کو وہ یہاں چھوڑتا ہے ان کا عوض وہاں ضرور دیگا جو یہاں سے بہتر و افضل ہوگا۔

روزہ محبت الٰہی کا ایک بڑا نشان ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہوکر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات بھی اس کو بھول جاتے ہیں ایسے ہی روزہ دار خدا کی محبت میں سرشار ہوکر اسی حالت کا اظہار کرتا، یہی وجہ ہے کہ روزہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے (احکام اسلام عقل کی نظر میں ص:۱۴۴) روزوں کی مزید حکمتیں:"مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی ایک تحریر بطور تسہیل و تشریح یہاں لکھنا مناسب ہے۔

روزہ کی مصلحتیں:

(۱) ہمیں اس بات پر یقین کامل ہے کہ روزہ کی فرضیت میں بہت سی حکمتیں و مصلحتیں پوشیدہ ہیں اگرچہ ہمارا نارسا ذہن ان تمام اسرار و حکم اور مصالح تک نہ پہنچ سکے البتہ بعض حکمتیں جو سمجھ میں آرہی ہیں انھیں یہاں بیان کیا جارہا ہے۔

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے خود اپنے وجود پر... غور کرنا چاہئے کہ انسان کی اصل حقیقت کیا ہے۔کیا انسان گوشت و پوست اور ہڈی چمڑے کے اس ظاہری مجموعہ کا نام ہے یا اس کی حقیقت اس ظاہری ڈھانچہ کے علاوہ کچھ اور ہے۔ظاہر ہے کہ صرف اس ظاہری ڈھانچہ کو انسان کبھی نہیں کہا جاسکتا۔کیونکہ اس صورت میں انسان سے زیادہ حقیر اور کم درجہ کی کوئی اور مخلوق نہ ہوگی حالانکہ انسان اشرف مخلوقات اور خلاصۂ کائنات ہے اس لیے لازمی طور پر یہ ماننا ہوگا کہ انسان اس ظاہری شکل و صورت کا نام ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ کسی اور ہی چیز کا نام ہے جس کی بنا پر وہ تمام مخلوقات میں ایک امتیازی مقام رکھتا ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے جس کے ذریعہ انسانیت کا وجود متحقق ہوتا ہے تو نفسِ انسانی میں غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ درحقیقت انسان ایک جوہر روحانی کا نام ہے جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے غور و فکر کی استعداد و صلاحیت پیدا کر رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ نہ صرف سمجھتا بوجھتا ہے بلکہ پوری کائنات پر حکومت کرتا ہے اور اسی امتیازی وصف کی بناء پر مسجود ملائکہ بنایا گیا۔چنانچہ قرآن حکیم اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔"اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سَاجِدِیْنَ" (سورہ ص) (جب کہا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا۔پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں اپنی رُوح سے تو تم جھک پڑو سجدہ میں۔)

چونکہ خواہشاتِ نفسانیہ کو دبانے سے قوتِ روحانیہ کو تقویت حاصل ہوتی ہے روزہ میں خواہشِ بطن و فرج کی شکست و ریخت ہوتی ہے۔اس لیے لازمی طور پر روحانیت کو قوت و طاقت ملے گی اور اسی جوہر روحانی سے آدمی انسان کہلاتا ہے تو گویا روزہ کے ذریعہ انسانیت کی تشکیل و تکمیل ہوتی ہے۔

(۲) روزہ سے جہاں روح کو طاقت ملتی ہے وہیں اس سے بدن کی بھی اصلاح ہوتی ہے اس لیے کہ اکثر امراض معدہ کی خرابی کی بناء پر پیدا ہوتے ہیں) چنانچہ کہا جاتا ہے "المعدۃ ام الامراض" معدہ بیماریوں کی جڑ ہے۔نبی کریم... نے بھی ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ "ماملاء ابن آدم وعاءً شرا من بطنہ" انسان کے لیے سب سے خراب بات اپنے شکم کو پر کرنا ہے۔لہٰذا جب پیٹ کا بھرنا۔امراض اور بیماریوں کا پیش خیمہ ہے،تو اس کا علاج یہ ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جائے اور روزہ کے اندر یہی بات ہے کہ پیٹ کو خالی رکھا جاتا ہے۔جس سے بدن کی اصلاح ہوجاتی ہے اور آدمی بہت سے امراض سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۳) روزہ کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ سے آدمی کے اندر صبر و استقامت کی قوت پیدا ہوتی ہے (جو انسان کے لیے بڑی خوبی کی چیز ہے) روزہ دار کے سامنے عمدہ اور مرغوب غذائیں ٹھنڈا اور شیریں پانی رکھا رہتا ہے مگر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا حالانکہ بظاہر اس کو ان چیزوں کے استعمال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔لیکن اس کا ضمیر اس کے لیے تیار نہیں ہوتا کہ وہ اپنے روزہ کو برباد کرکے خدا کے غضب کا مستحق بنے ایک مہینہ کی یہ مشق و تمرین لامحالہ انسان کے اندر استقلال و استقامت کی طاقت پیدا کرے گی۔چنانچہ ماہرین نفسیات نے اپنے علم و تجربہ کی بنیاد پر یہ بات کہی ہے کہ روزہ سے زیادہ ارادوں میں پختگی اور عزائم میں پائیداری پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔اسی لیے نبی کریم... نے بطور خاص جوانوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے۔

"یا معشر الشباب من استطاع منکم بائۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء" (بخاری شریف) ترجمہ:اے جوانوں!تم میں سے جس کے اندر استطاعت ہو وہ ضرور نکاح کرے اس لیے کہ نکاح نگاہوں کو پست رکھنے والا اور فرج کی حفاظت کرنے والا ہے اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ اپنے اوپر روزہ کو لازم کرلے اس لیے کہ روزہ اس کے لیے بندش کا کام دے گا۔

ایک موقع پر اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا:"لکلّ شیءٍ زکوٰۃ وزکوٰۃ الجسد الصوم، والصوم نصف الصبر" (ہر چیز کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے)۔

اس حدیث پاک میں روزہ کو نصف صبر اس لیے فرمایا گیا ہے کہ انسان کے اندر تین قوتیں ہیں ایک قوت شہوانی، دوسری قوت غضبی اور تیسری قوت روحانی اور روزہ سے انسان قوت شہوانی پر غالب آجاتا ہے تو گویا اُسے نصف صبر حاصل ہوگیا۔

(۴) اسلام صرف نام و نمود کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ دین جہاد ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

اور جہاد کے لیے صبر و استقامت ایک لازمی چیز ہے۔لہٰذا جو شخص اپنی ذات کے مقابلہ میں جہاد نہیں کرسکتا وہ اپنے دشمن سے کیا مقابلہ کرے گا۔اور جس کا اپنے نفس پر قابو نہیں چلتا وہ اپنے دشمن کو کیونکر زیر کرے گا۔اور جسے ایک دن کی بھوک و پیاس پر صبر نہیں ہوتا وہ گھر بار چھوڑنے پر کیسے صبر کرے گا۔اس لیے سال میں ایک ماہ کے روزے کا حکم دے کر صبر و استقامت کی تمرین کرائی جاتی ہے تاکہ آدمی جہاد کے لیے تیار ہوجائے۔(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

تنگ نظری ترک کیجئے

مدثر احمد قاسمی

انسان کو کامیابی وعزت کی بلندی پر پہنچانے کے لئے صرف یہ کافی نہیں کہ وہ اپنے کام میں مخلص، محنتی اور مستقل مزاج ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوسروں کے کاموں کو بھی سراہے اور اگر کوئی اس سے بہتر کرے تو اسے بھی تسلیم کرے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا میں آنے والے انسانوں کو مختلف النوع خصوصیات سے نوازا ہے، کسی ایک میں کوئی خوبی ہے تو دوسرے میں کوئی اور اسی لئے جس طرح ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ ہم محض اپنی خوبیوں پر نظر رکھ کر دوسروں کو حقیر اور کمتر نہ سمجھیں، اسی طرح اخلاقی طور پر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسروں کی خوبیوں کی وجہ سے اپنے اندر محسوس یا غیر محسوس طریقے سے جلن اور حسد نہ پیدا کرلیں۔ اس تمہید کے آئینے میں جب ہم اپنی ذات کا جائزہ لیتے ہیں تو ایک افسوس ناک منظر ہماری نظروں میں گھوم جاتا ہے۔ وہ منظر یہ ہے کہ ہم میں سے بڑی تعداد میں لوگ کامیابی وکامرانی اور عزت وبلندی کو صرف اپنے آپ تک محدود دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک چونکا دینے والی بات ضروری ہے لیکن زمینی سچائی یہی ہے؛ اس کی متعدد مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے میں تعلیم یافتہ ایک طبقہ اعلی تعلیم کو اپنے خاندان کی اجارہ داری سمجھتا ہے کہ وہ صرف اپنے بچوں کو ہی اعلی ڈگری اور پوسٹ کا حقدار گردانتا ہے؟ اس طرح کے افراد اگر چہ زبان سے یہ بات نہیں کہتے لیکن عملی طور پر وہ ایسا ہی کرتے ہیں؛ اس کا نتیجہ ہے کہ اکثر ہم دیکھتے ہیں کہ سماج کے ان باخبر افراد کی کوششیں دوسروں کے بچوں کے لئے صفر ہوتی ہیں، اس سے بھی ایک قدم آگے کی یہ بات ہے کہ اگر سماج کے کم حیثیت والے افراد کے گھر میں کوئی بچہ بڑی کامیابی حاصل کرلیتا ہے تو اس کو اس طرح کے لوگ سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہیں گویا کہ ان کی نظروں میں اس کو یہ مقام حاصل نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اس منظرنامے کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا اعتراف بھی ضرور کرنا چاہئے کہ سماج میں تمام لوگ اس کردار کے حامل نہیں ہیں بلکہ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے افراد چھوٹوں کی کامیابی کو بڑے پیمانے پر سراہتے ہیں۔ اوپر کی یہ مثال انفرادی زندگی سے متعلق ہے لیکن جب ہم اس سے بڑھ کر اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو وہاں بھی تنگ نظری کا دور دورہ پاتے ہیں؛ چنانچہ اگر کوئی سماج جو اپنی خصوصیات پر نازاں ہے تو اس کے لوگ دوسرے سماج میں اس خصوصیت کو نہیں دیکھنا چاہتے کہ مبادا ان کی یہ خصوصیت نہ چھن جائے، اسی طرح کسی ادارہ یا تنظیم کا کوئی امتیاز ہے تو وہ ان خصوصیات کو اپنے تک محدود اور باقی رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے کارندوں کو رازداری کی تلقین کرتے ہیں۔ مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ منفی سوچ رکھنے والے اس طرح کے ادارے تنظیمیں اور سماج، اپنے مدمقابل کو پنپنے ہی نہیں دینا چاہتے حالانکہ بھلائی وبہتری کی ترویج ہم سب کا خاصہ ہونا چاہئے، جس میں وسعت کو اپنی سعادت اور ذمہ داری سمجھنا چاہئے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اچھے اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے تعاون کی ترغیب دی ہے اور نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔" (المائدہ:۲) سماج کے ایک طبقہ کے مذکورہ طرز عمل کو اصطلاحی طور پر تنگ نظری سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ حسد اور بغض جیسے روحانی امراض کی طرح ایک روحانی مرض ہے، جس کا ظاہری اثر بھی خطرناک اور ہلاکت خیز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''ظلم سے بچو اس لئے کہ ظلم قیامت کی بدترین تاریکیوں کا ایک حصہ ہے، نیز بخل وتنگ نظری سے بچو اس چیز نے تم سے پہلے بہتوں کو ہلاک کیا ہے، اس مرض سے ان کو خونریزی اور حرام کو حلال جاننے پر آمادہ کیا۔ (ترمذی) اس حدیث پر غور کرنے سے تنگ نظری کی سنگینی کے کئی پہلو واضح ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سے ہماری بربادی کے راستے ہموار ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ جب ہم اپنے شعبوں اور خصوصیات میں تنگ نظر ہوں گے تو اس کا پہلا اثر یہ ہوگا کہ ہماری خصوصیات ہمیں تک محدود ہو کر رہ جائیں گی، ان کو پنپنے کا موقع نہیں ملے گا اور رفتہ رفتہ یہ خصوصیات اور خوبیاں قصہ پارینہ بن جائیں گی۔ اس کا وبال یہ ہوگا کہ ہماری یہ خصوصیات خود ہماری آنے والی نسلوں تک منتقل نہیں ہوسکیں گی اور اس طرح ہم اپنی بربادی کی تاریخ خود لکھنے والے بن جائیں گے۔ مذکورہ حدیث میں تنگ نظری کے نقصانات میں سے ایک زبردست نقصان یہ بھی مذکور ہے کہ اس سے خونریزی کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔ آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کو اپنے خول میں بند رکھنے کی وجہ سے ہمارے درمیان فاصلے کی خلیج بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو جاتے ہیں۔ تنگ نظری اور اس کے بھیانک نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بلاتاخیر اپنے طرز عمل میں تبدیلی لائیں اور سوچ میں وسعت وگہرائی پیدا کریں، بصورت دیگر ہم خانوں میں بٹ کر اپنی صلاحیتوں اور خصوصیتوں کو بدستور برباد کرتے رہیں گے اور بالآخر اپنی ان خوبیوں سے محروم ہو جائیں گے جن پر آج ہمیں ناز ہے۔ ہمیں یہ بات ضرور ذہن نشیں کرلینی چاہئے کہ شریعت اسلامیہ نے ہمیں دوسروں کی مدد کے لئے قدم قدم پر ابھارا ہے۔ معلم انسانیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔'' (کنزالعمال) اس حدیث پاک سے بھی زیر بحث موضوع کو اس طور پر تقویت ملتی ہے کہ جس کے اندر کوئی خوبی ہوگی وہی اس خوبی کی بنیاد پر دوسروں کو مستفیض کرسکتا ہے، لہذا ہمیں اپنی خوبیوں کو اپنے تک محدود نہیں رکھنا چاہئے اور اپنے لئے اس حدیث کی روشنی میں بہترین شخص کا تمغہ حاصل کرنا چاہئے۔

سیاہ ترین دور سے گزرتا ہمارا یہ جمہوری ملک

محمد قاسم ٹانڈوی

ملک تاریخ کے سیاہ ترین دور سے گذر رہا ہے اور جو منصوبہ برسوں پہلے یہاں تبدیلی لانے کے واسطے تیار کی گئی تھی اس کی حصولیابی اور ثمر آوری کی طرف ہمارا یہ ملک بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے اور یہ کوششیں گذشتہ سات سالوں میں اکثریتی طبقہ کی طرف سے مذہبی فرقہ پرستی اور شدت پسندی کی شکل میں اپنے شباب پر ہیں، جن کو دیکھ کر ایسا لگتا کہ ہر دن طلوع ہونے والا سورج جو اپنی شعاؤں سے دھرتی کے ذرہ ذرہ کو روشن وچمکدار بنانے کا کام کرتا ہے، ویسے ہی فرقہ پرست عناصر اور دشمنان ملک وقوم اپنی بے ہودہ حرکتوں اور منصوبہ بند سازشوں کر رچ کر اس ملک کی آب وہوا کو زہریلی بنانے اور ملک کی جمہوری اقدار وروایات اور اس کی سلامتی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے پر کمربستہ ہیں۔ اکثریتی طبقے کی منفی سوچ اور زہریلی حرکتوں سے تنگ آکر ہر کس وناکس فکر وتشویش میں مبتلا ہے اور ملک کے مستقبل اور یہاں کے رائج جمہوری نظام اور سیکولر اقدار کی سلامتی کے تئیں حساس وفکرمند ہے۔ ملک کی جمہوریت کو تہ وبالا کرنے اور ملک میں آباد غیر اکثریتی طبقہ سے تعلق رکھنے والی کمیونٹیز کو ملک بدر کرنے یا ان کو اپنے ماتحت لانے کے لیے مختلف حیلے بہانے تلاش کرکے مسلسل ان پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ اہل اقتدار اور اعلی مناصب پر فائز راہ نماؤں کا افسوسناک یہ رویہ اس پر امر مستزاد ہے، جن کی خاموشی کو اس سلسلے میں بطور دلیل ماننا چاہئے کہ فرقہ پرستی کا ننگا ناچ ناچنے والوں اور جمہوریت کا جنازہ نکالنے والوں کے متعلق ان کا اس طرح سے خاموشی اختیار کرنا اور ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہ کرنا ضرور کسی سازش وپلاننگ کا حصہ ہے، جو انہیں اس طرح کھلی چھوٹ دے رکھی ہے اور وہ جگہ جگہ فرقہ وارانہ تشدد اور مذہبی منافرت کو بڑھاوا دینے میں لگے ہیں؟

اس جنونی ٹولہ کی طرف سے پہلے گاؤ کشا کے بہانے لوگوں پر جبر وتشدد کیا گیا اور ملک کے الگ الگ حصہ سے ایسی خبریں سامنے آئیں جہاں بغیر تفتیش وتحقیق کے لوگوں کو مار مار کر ہلاک کردیا گیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے ڈر کے مارے گوشت ہی کھانا بند کردیا اور لوگ دیگر جانوروں کا گوشت لانے اور خریدنے پر ڈر محسوس کرنے لگے؛ یہاں تک کہ ہوٹل وریسٹورانٹ والوں نے ''نو بیر توبیف'' لکھا کر اپنے جان ومال کے تحفظ کا سامان کیا۔ کیونکہ لوگوں کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ اپنی جان کی سلامتی کا تھا، جہاں انہیں ہر وقت یہ خوف ستاتا رہتا تھا کہ پتہ نہیں کب کس راہ سے کوئی شریر وبد بخت گھر دوکان میں آدھمکے اور فریج میں رکھے سامان کی تلاشی لے کر فضول کا ڈرامہ کرنے لگ جائے؟

اس کے بعد شدت پسندوں نے ہجومی تشدد کو اپنے محبوب وپسندیدہ مشغلہ کے طور پر اپنانا شروع کردیا، جہاں بھیڑیہ صفت بھیڑ کسی کو تنہا یا کمزور پاتی تو اسے مذہبی نعرہ لگانے پر مجبور کرتی اور نعرہ نہ لگانے کی صورت میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی اور اس طرح اپنے جنون کی تسکین کرنا ملک میں ڈر وخوف کی لہر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور ان کو اپنے اس مشن تحریک میں بہت حد تک کامیابی بھی ملی کہ ملک بھر میں کئی لوگوں کی موبلنچنگ کی گئی۔ اور مجرم آزاد گھومتے رہے، نہ ان کی گرفتاری عمل میں آئی اور نہ کوئی کارروائی ان کے خلاف ہوئی۔

نفرت وعداوت اور مذہبی شدت پسندی کا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا گیا اور مرکز سمیت ریاستوں میں جیسے جیسے زعفرانی ذہنیت کو قبضہ واقتدار حاصل ہوتا گیا، ویسے ویسے ملک کی آزادی اور عوام کی خودمختاری پر خطرات کے سیاہ بادل چھاتے گئے اور ملک کی سالمیت کو مزید خطرہ لاحق ہوتا گیا۔ اور حالات اتنے مخدوش وناموافق بنادے گئے کہ ملک کے اہم اداروں اور محکموں میں بیٹھے اشخاص فرقہ پرستوں کے خلاف کوئی نوٹس لیتے اور ان کو پابند سلاسل کرنے کی کوشش کرتے، مگر الٹے وہی شکار ہوگئے اور تمام تر حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے بھی یا تو آنکھیں موندے رہے یا حکمراں طبقہ کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔

میڈیا؛ جو جمہوریت میں چوتھے اہم ستون کی حیثیت رکھتا ہے، اور جس کے قلم وقرطاس اور کیمرہ کی آنکھ میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ اگر وہ ان کا استعمال ایمانداری اور پوری صداقت کے ساتھ کرنے لگے تو بڑی بڑی طاقتیں ان کے سامنے نہ ٹک پائیں اور ان کے ذریعے پیش کی گئی حقیقت وسچائی کسی انقلابی تحریک سے کم ثابت نہ ہو۔ مگر افسوس! ملک کے میڈیا کا بڑا حصہ زرخرید غلام کی مانند وہی سب کچھ کہتا اور سناتا رہا جس کا اسے پابند کیا گیا اور حکم دیا گیا، گویا ہمارے ملک کا میڈیا اپنا ضمیر بیچ کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا اور ملک کو بربادی کی طرف لے جاتا رہا۔

عدلیہ؛ جو ہر مظلوم وستم زدہ کی آخری امید ہوتی ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ یہی وہ در ہے جہاں سے اسے انصاف و برابری حاصل ہوگی اور میرا حق مجھے ملے گا؛ مگر حیرت واستعجاب کی اس وقت کوئی حد نہیں رہتی جب ظلم وتشدد کا شکار کوئی شخص عدالت کے ان کمروں میں کھڑے ہو کر اپنے حق میں ناانصافی ہوتے دیکھتا ہے اور اپنے سامنے حق وانصاف کا گلا گھٹتے دیکھتا ہے؟ پریشان حال اور ستم رسیدہ شخص جب یہاں پر اپنی حق تلفی ہوتے دیکھتا ہے، تو اس کی آنکھوں کو انصاف کی کرسی پر بیٹھے جج ووکیل پر یقین ہی نہیں آتا کہ یہ انصاف دلانے کے ذمہ دار ہیں یا ناانصافی کے ٹھیکیدار؟ اس لیے کہ عدالت کے یہ کمرے اور یہ احاطے ہی وہ محفوظ جگہ تصور کی جاتی ہے، جہاں سے جمہوریت کی بقا، آئین ودستور کی سلامتی، عدل وانصاف کا بول بالا اور عوام کے حقوق کا تحفظ وابستہ ہوتے ہیں اور یہاں موجود ہر شخص کے کاندھوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جو لوگ منفی سرگرمیاں انجام دینے میں لگے ہیں، اپنی نازیبا حرکتوں سے ملک کے آئین و دستور سے کھلواڑ کر رہے ہیں یا جو لوگ طاقت واقتدار کے بل بوتے پر ملک کی فضا اور ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان پر بروقت کارروائی کی جائے اور متاثرین کے حق میں انصاف وبرابری کر ان کو ان کا جائز حق دلایا جائے۔ یہ کام ہیں عدلیہ کے اصل؛ مگر عدلیہ میں بھی بیٹھے بڑی تعداد میں ایسے جج صاحبان کی ہے جو ایک خاص رنگ کا چون زیب تن کئے ہوئے ہے اور وہ حقیقت سے چشم پوشی کرتے ہوئے تعصب پر مبنی فیصلہ جاری کر اکثریتی فرقہ کی خوشامد ورضامندی حاصل کرنے میں مشغول ہے۔ اس ملک کی اصل خوبصورتی کثرت میں وحدت پائے جانے سے اور مشترکہ تہذیب وثقافت سے رہی ہے، اور اگر جس وقت بھی یہ دو چیزیں ختم ہوگئیں اور ان کی جگہ مذہبی شدت اور قومی عصبیت پائی جائے گی تو اس وقت ہمارے اس ملک کا خدا ہی محافظ ہوگا۔ اس لئے آج سب سے بڑی ضرورت جمہوریت کی بقا اور ملک میں آباد سبھی طبقات وخاندان سے وابستہ افراد کے دلوں سے ہر قسم کا ڈر وخوف کو دور کرنے کی اور ہر ایک کو مبنی برحق انصاف دلانے کی ہے۔ تبھی ہمارا یہ ملک گوناگوں صفات کا حامل اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا گہوارہ اور بہترین پناہ گاہ ثابت ہوگا۔

Scanned with CamScanner

بقیات

بقیہ کتابوں کی دنیا ....ان نظموں میں مسلمانوں کی بے عملی اور بد عملی کا گلہ شکوہ بھی ہے اور آئندہ کے لائحہ عمل کی طرف رہنمائی بھی، ان نظموں میں کائنات کا غم، شاعر کا ذاتی غم بن گیا ہے، باتیں وسیع کینوس اور پس منظر میں کہی گئی ہیں، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ شاعر کا اپنا غم ہے، اس طرح دیکھیں تو ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ محرم دربھنگوی کائنات کو ذات میں سمیٹنے کا فن جانتے ہیں۔

محرم دربھنگوی بنیادی طور پر عالم ہیں، اس لیے ان کی شاعری کی لفظیات پوری کی پوری مذہبی اقدار کی آئینہ دار ہے، وہ جو الفاظ استعمال کرتے ہیں ان میں ایک طرح کی پاکیزگی اور تقدس کا گمان ہوتا ہے، ان کے پاس الفاظ کا وافر ذخیرہ ہے، اس لیے اپنے خیالات کی وسعت کو شعر میں ڈھالنے کے لیے ساختیات اور تشکیلیات کا سہارا نہیں لیا کرتے۔

محرم کی شاعری کلاسیکی انداز کی شاعری ہے، رومانیت اور حقیقت کا آمیزہ ہے، انہوں نے ترقی پسند شاعری کے انداز کو کہیں نہیں برتا ہے، وہ مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ کے انداز کی شاعری نہیں کرتے۔

وہ کائنات کی حقیقت کو سمجھتے ہیں، آخرت کو اپنی منزل اور محبت کو متاع جاں مانتے ہیں، اس لیے ان کے یہاں محبت اور زندگی کی ضرورتوں کے درمیان ایک اعتدال اور توازن پایا جاتا ہے، وہ ترقی پسندوں کی طرح شاعری کو ضروریات زندگی کی فہرست اور بنیے کا روزنامچہ نہیں بناتے، محرم نے اپنے کو کسی خانے میں نہیں رکھا ہے، وہ نہ جدیدیت کی بات کرتے ہیں اور نہ ہی مابعد جدیدیت کی، وہ کلاسیکی رنگ و آہنگ میں اپنی فکر کو شعر کا جامہ پہناتے ہیں اور اس میں وہ بہت کامیاب ہیں۔ بعض اشعار کو پڑھتے ہوئے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ خیالات کا توارد ہوا ہے، فکر کی یکسانیت کبھی کبھی توارد تک پہونچا دیتی ہے، جب محرم سمندر کے سکوت کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

کہہ رہا ہے آدمی سے اس سمندر کا سکوت
کس قدر ہے میرے ظرف ناز میں پانی نہ پوچھ

تو ہمیں معاً وہ مشہور شعر یاد آتا ہے

کہہ رہا ہے موج دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اتنا ہی خاموش ہے

گو محرم کے شعر میں موج دریا کے بجائے ''آدمی سے'' نے پہلے مصرعہ کو انتہائی کمزور کر دیا ہے، دوسرے مصرعہ سے معنی میں تبدیلی آئی ہے، لیکن وہ جس میں جتنا ظرف ہے کا بدل نہیں بن سکا ہے۔

کہنا چاہیے کہ ''عکس خیال'' شاعر کے فکر و فن کا حسین عکس ہے، ادب کی دنیا میں ہم اس کا استقبال کرتے ہیں، اور معیاری ہونے کا اعتراف بھی۔ اس کتاب کو مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف کے علاوہ نیو جنریشن انٹرنیشنل اکیڈمی راج ٹولی دربھنگہ، معہد الطیبات امام باڑی دربھنگہ اور نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی، بکساما ویشالی سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، جتنی رقم دے کر مل جائے غنیمت جانیے، مفت مل جائے تو اپنے کو مقدر کا سکندر سمجھئے۔

(**بقیہ ...... روزہ کی مشروعیت، حکمتیں اور مصلحتیں** ....(۵) روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی قدر و منزلت کا عرفان پیدا ہوتا ہے کیونکہ "تعرف الاشیاء باضدادھا" جب تک آدمی کو بھوک و پیاس کی شدت کا احساس نہ ہو اُسے کھانے پینے کی سچی قدر کیا ہوگی اور جب ان نعمتوں کی قدر و منزلت کی معرفت حاصل ہوگی تو اس کا زیادہ سے زیادہ حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس طرح روزہ اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی عبادت پر آمادہ کرنے میں ایک قوی اثر رکھتا ہے۔ اسی لیے ہمارے آقا و مولی ... نے فقر کو غنا پر ترجیح دی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ "عرض علیّ ربی لیجعل لی بطحاء مکۃ ذھبا قلت لا یارب ولکن اشبع یوما و اجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک و ذکرتک و اذا شبعت شکرتک وحمدتک" (ترمذی) ترجمہ: مجھ پر میرے رب نے یہ بات پیش کی کہ میرے لیے بطحاء مکہ سونا بنا دیا جائے تو میں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے اس کی ضرورت نہیں میں تو ایک دن آسودہ شکم رہوں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا۔ جس دن بھوکا رہوں گا آپ سے تضرع کروں گا اور آپ کو یاد رکھوں گا۔ اور جس دن آسودہ رہوں گا آپ کا شکر اور حمد کروں گا۔

(۶) پھر روزہ کی وجہ سے جب آدمی بھوک و پیاس کی شدت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے اندر غرباء و مساکین کی تکلیف کا احساس بیدار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ناز و نعمت میں پلا ہوا جس نے بھوک و پیاس کی تکلیف کبھی برداشت نہ کی ہو۔ اُسے بھوکوں، پیاسوں کی حالت زار اور اذیت کا کیا علم ہوگا۔ لیکن روزہ کی وجہ سے جب اُسے بھوک کی اذیت کا ذاتی تجربہ ہوتا ہے تو پھر اس کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوگا، کہ غریبوں اور ناداروں کی امداد و اعانت کر کے انھیں اس تکلیف و اذیت سے بچائے۔ چنانچہ آنحضرت ... کے متعلق اربابِ سیر لکھتے ہیں کہ حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں جب اموال فئی کی وجہ سے آپ کی تنگدستی دور ہوگئی تھی اس زمانہ میں آپ نے روزوں کی تعداد میں زیادتی فرمادی تھی۔ اور جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ "روزہ اس لیے رکھتا ہوں تاکہ غریبوں کو بھول نہ جاؤں"۔

(۷) اور ان سب مصالح کے علاوہ سب سے اہم بات جو روزہ سے حاصل ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دینا ہے اور یہ تسلیم اور خود سپردگی ہر عبادت کا حاصل اور خلاصہ ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ" (البقرہ) (ترجمہ: ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْنَ" ترجمہ: یقیناً میری نماز اور میری دیگر عبادتیں اور میری حیات اور موت سب اللہ ہی کے لیے ہے۔

اور یہ تسلیم و رضا روزہ کے ذریعہ یوں حاصل ہوتی ہے کہ روزہ دار کے سامنے اس کی مرغوبات موجود ہیں جن کے استعمال پر وہ قدرت بھی رکھتا ہے اور ان کے استعمال کی اُسے شدید خواہش بھی ہوتی ہے۔ لیکن وہ محض اللہ کی رضا کے لیے انھیں ہاتھ نہیں لگاتا اور ان کے استعمال سے رُکا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کو بطور خاص اپنی جانب منسوب فرمایا ہے: "کل عمل ابن آدم لہ الا الصیام فانہ لی وانا اجزیٰ بہ یدع طعامہ من اجلی ویدع شرابہ من اجلی ویدع لذتہ من اجلی ویدع زوجتہ من اجلی" (ابن خزیمہ) ترجمہ: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے البتہ روزہ یہ خاص میرے لیے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ میرے لیے اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے میرے لیے اپنا پینا چھوڑ دیتا ہے، میرے لیے اپنی لذت چھوڑ دیتا ہے اور میرے لیے اپنی بیوی کو چھوڑ دیتا ہے۔ (ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 6، جلد: 100، شعبان 1437 ہجری مطابق جون 2016ء)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: "بلاشبہ کھانے پینے کی وجہ سے خون پیدا ہوتا ہے، اس لیے جب کھایا پیا جائے تو شیطان کی گردش کی جگہوں میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ خون ہے اور جب روزہ رکھا جائے تو شیطان کی گردش والی جگہیں تنگ ہو جاتی ہیں، جس کی بنا پر دل اچھائی اور بھلائی کے کاموں پر آمادہ ہوتا اور برائی کے کام ترک کر دیتا ہے" (مجموع الفتاوی: ۲۵/۲۴۶)

علم برائے عمل: یہ بات طے شدہ اور مسلمات میں سے ہے کہ علم و عمل میں، عمل مقصود ہے، یعنی علم ذریعۂ عمل ہے، اگر کسی کو کسی شرعی حکم کا علم ہو جائے تو اب اس کے لیے ضروری ہے کہ اس پر اخلاص کے ساتھ عمل بھی کرے، اگر علم ہونے کے بعد کوئی شخص عمل کی فکر اور کوشش نہ کرے تو وہ نگاہِ شریعت میں مجرم اور غیر معتبر ہو جاتا ہے، سطور بالا میں روزے کی مشروعیت اور اس کی مصلحت کا ذکر تفصیل سے آچکا ہے، اب ہماری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم رمضان المبارک کے روزے بشاشت، نشاط اور توجہ الی اللہ کے ساتھ رکھنے کی سعی کریں، دورانِ روزہ روزہ کی مصلحتوں اور حکمتوں کا استحضار رکھیں، تاکہ روزوں کی روحانیت اور اس کے مقاصد سے بہرہ ور ہو سکیں، اپنے دامن میں خوب ثواب جمع کر سکیں نیز اپنے کو ایسا بنا سکیں کہ کل بروزِ جزاء، اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے ہمیں روزے کا بدلہ عطا فرمائیں۔ ورنہ عمل سے خالی علم ایسا ہے جیسے سر کے بغیر جسم اور خوشبو کے بغیر پھول۔

शिक्षा, तकनीक तथा चिकित्सा प्रबंध का संस्था تعلیمی، تکنیکی، طبی انتظام کا مرکزی ادارہ Institute of Education, Technic & Treatment

مولانا عبداللطیف ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جامعہ نگر، شکارپور

मौलाना अब्दुल्लतीफ एजुकेशनल एन्ड वेलफेयर ट्रस्ट जामियानगर, शिकारपुर

Maulana Abdullatif EDUCATIONAL & WELFARE TRUST Jamiah Nagar, Shikarpur

PO: DASGRAM, P.S: ABADPUR, BLOCK: BARSOI, DIST:KATIHAR, BIHAR, INDIA PIN 855102

Mobile No. +91-7483055398 / 8618692438 Email : mewtrust72@gmail.com

Account No. 7159658957, IFSC Code: IDIB000Z502, Indian Bank, Zamira , Katihar

قارئین کرام! قوم و ملت کی تعلیمی، تکنیکی اور طبی خدمات کو مفید ترین طریقوں سے انجام دینے والا ادارہ **"مولانا عبداللطیف ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ"** جامعہ نگر، شکار پور، کٹیہار کی بنیاد مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی ہے، اس ادارہ کے ذریعہ علاقہ میں جہاں دینی تعلیم کا کام انجام پا رہا ہے وہیں نوجوانوں کو جدید تکنیک اور غریب و نادار لوگوں کے لئے طبی خدمات بھی مہیا کئے جا رہے ہیں، عام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ اس ادارہ کی ترقی کے لئے دعا کے ساتھ رمضان المبارک میں خصوصاً اپنے صدقات و عطیات سے نوازیں۔

مولانا حسیب الرحمٰن قاسمی

سکریٹری ایم، ای، ڈبلیو ٹرسٹ، کٹیہار

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۶۸۲/۱۷/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر بھوارہ)

سمینہ خاتون بنت احمد شاہ مقام و ڈاکخانہ بروار ضلع مدھوبنی۔ فریق اول

بنام

عبدالسلام ولد علیم شاہ مقام سکھیا چوک بھوارہ ڈاکخانہ بھوارہ، ضلع مدھوبنی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر بھوارہ ضلع مدھوبنی میں عرصہ دو سال سے غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۴/مئی ۲۰۲۲ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۲۶۱/۱۴/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ میر دہ ٹولی نوادہ)

نسرین خاتون بنت محمد شمیم الدین مقام سپول ڈاکخانہ ممدار گنج ضلع نوادہ۔ فریق اول

بنام

محمد راجا ولد غلام رسول مرحوم مقام مغلا کھار، ڈاکخانہ بندیل کھنڈ ضلع نوادہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ نوادہ میں غائب و لاپتہ ہونے، نان و نفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/شوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۳/مئی ۲۰۲۲ء روز سوموار بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان و ثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

رمضان میں کھجور کا استعمال

کھجوریں غذائیت سے بھری ہوتی ہیں، خاص طور پر خشک کھجوریں۔ خشک کھجوروں میں کیلوری خاص طور پر کاربوہائیڈریٹ 74 گرام زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں ریشوں کے ساتھ کئی ضروری وٹامنز اور معدنیات بھی شامل ہیں۔

کھجوریں انٹی آکسیڈینٹس کی بھرپور ارتکاز کے لئے مشہور ہیں جو آپ کی صحت کے لئے فائدہ مند ثابت ہوسکتی ہیں۔

کھجوروں میں متعدد غذائی اجزا ہوتے ہیں جو آپ کے جسم کو صحت سے متعلق ہڈیوں میں کولیسٹرول کم کرنے سے لے کر صحت کے مختلف فوائد فراہم کرتے ہیں۔

کھجوروں کو غذا میں شامل کرنا چاہئے، کیونکہ یہ فوری طور پر کولیسٹرول کو کم کرسکتی ہیں اور آپ کے وزن کو سنبھالنے میں مدد کرتی ہیں۔

بیماری سے لڑنے والے اینٹی آکسیڈینٹس سے بھرپور کھجور مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے طرح طرح کے اینٹی آکسیڈینٹ مہیا کرتی ہے۔ اینٹی آکسیڈینٹ آپ کے خلیوں کو آزاد ریڈیکلز سے بچاتے ہیں جو آپ کے جسم میں نقصان دہ ردعمل اور بیماری کا سبب بن سکتے ہیں۔ کھجوریں اینٹی آکسیڈینٹ سے مالا مال ہیں۔

کیروٹینائڈز – یہ آپ کے دل کی صحت کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس سے آنکھوں سے متعلق عارضے کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔

ہر کھجور میں کولین، وٹامن بی ہوتا ہے جو سیکھنے اور یادداشت کے عمل کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔

کھجوریں دماغ میں سوزش کو کم کرنے اور پلیک کی تشکیل کو روکنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں، جو الزائمر کی بیماری کی روک تھام کے لئے اہم ہیں۔

ذیابیطس میلیٹس سب سے عام بیماریوں میں سے ایک ہے۔ ذیابیطس کا زیادہ تر علاج متعدد زبانی ذیابیطس ادویات اور انسولین ضمیمہ استعمال کرکے کیا جاتا ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کھجوریں بلڈ شوگر اور چربی کی سطح کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

یہ انسولین کی پیداوار کو بڑھا سکتا ہے اور آنتوں سے گلوکوز جذب کرنے کی شرح کو کم کرنے میں بھی مدد کرتا ہے۔ اس سے ذیابیطس ہونے کا خطرہ کم ہوجاتا ہے۔

کھجوریں وٹامن سی اور ڈی کا ایک بہترین ذریعہ ہیں جن سے آپ کی جلد کو لچکدار بنانے میں مدد ملتی ہے اور آپ کی جلد ہموار رہتی ہے۔ کھجوریں اینٹی ایجنگ پراپرٹیز کے ساتھ بھی آتی ہیں اور میلانین کو جمع ہونے سے روکتی ہیں۔

روزانہ کی ایک مٹھی بھر کھجور آپ کے دل کی صحت کو بہتر بناسکتی ہیں۔ کھجوروں میں اینٹی آکسیڈینٹ کی خصوصیات ہوتی ہیں جو ایتھروسکلروسیس کی تشکیل کو روکنے اور کارڈیک امراض کو روکنے میں مدد کرتی ہیں۔

ماہرین صحت کے مطابق افطار کے موقع پر کھجور استعمال کرنے کے بے شمار فوائد ہیں۔ رمضان میں روزہ دار کے معدے کو کھجور ہضم کرنے میں بہت زیادہ مشقت نہیں کرنی پڑتی جو دن بھر کے روزے کی وجہ سے نڈھال ہوچکا ہوتا ہے۔ کھجور کھاتے ہی وہ معدہ جو دن بھر کے روزے کی وجہ سے سست پڑجاتا ہے وہ ایک بار پھر فعال ہوتا ہے اور وہاں غذا ہضم کرنے والے انزائم کی پیداوار شروع ہوجاتی ہے جو افطار کے بعد کھانے کو ہضم کرنے میں مدد کرتے ہیں، رمضان میں کھانے کے اوقات میں تبدیلی کے باعث اور کھانے میں اگر ریشے دار غذائیں شامل نہ ہوں تو روزہ دار قبض میں مبتلا ہوسکتا ہے، لیکن چونکہ کھجور میں حل پذیر ریشے یا فائبر کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اس لیے وہ قبض سے محفوظ رکھتا ہے۔

یوں تو کھجور دنیا کے مختلف ملکوں میں پیدا ہوتی ہے تاہم مقامات مقدسہ کی قربت کی وجہ سے سعودی عرب میں پیدا ہونے والی کھجوروں کو دنیا بھر کے مسلمان عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو لوگ حج یا عمرہ کی نیت سے حجاز مقدس جاتے ہیں وہ اپنے ساتھ کھجور کا تحفہ ساتھ لانا نہیں بھولتے۔

سعودی عرب میں کھجور کی لگ بھگ سو سے زائد قسمیں پائی جاتی ہیں، ایک دور میں پوری مملکت میں سب سے زیادہ کھجور کی پیداوار کا شرف مدینہ منورہ کو حاصل تھا، لیکن اب دیگر علاقوں میں بھی کھجور وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔

کھجوروں میں چند مقبول نام عجوہ، برہی، خلص، خضری، مجدولہ، نبوت، سیف، ستی اور سکری ہیں۔

کھجور میں شامل میگنیشیئم بلڈ پریشر کم کرتا ہے، پٹھوں، اعصاب اور شریانوں کو پرسکون رکھتا ہے، ہڈیوں کو مضبوط بناتا ہے، پھیپھڑے کے سرطان سے تحفظ فراہم کرتا ہے اور اس میں موجود تانبے کے ساتھ مل کر ہائپرٹینشن اور دل کی دھڑکن کو قابو میں رکھتا ہے۔

کیلشیئم جو کھجور کا ایک اہم جزو ہے، یہ عضلات، شریان اور اعصاب کو پھیلاتا ہے ہڈیوں کی تعمیر کرتا ہے اور ہڈیوں کے بھربھرے پن کی بیماری اوسٹیوپوروسس سے بچاتا ہے۔

کھجور میں موجود پوٹاشیم دل کے پٹھوں کو مضبوط بناتا ہے، بھوک بڑھاتا ہے، پٹھوں کی اکڑن سے بچاتا ہے، ہڈیوں کے ڈھانچے کو بہتر کرتا ہے اور کینسر کا خطرہ گھٹاتا ہے، اس پھل میں شامل فاسفورس دانتوں اور ہڈیوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔

کھجور میں شامل آئرن اس کا اہم حصہ ہے جو وٹامن بی ٹو اور کاپر کے ساتھ مل کر خون کے سرخ خلیات کی تعمیر میں مدد کرتا ہے، بذریعہ خون پٹھوں اور خلیات تک آکسیجن کی فراہمی ممکن بناتا ہے، بصارت کو بہتر کرتا ہے۔

وٹامن اے کی کھجور میں دستیابی سے رات کو نظر بہتر ہوتی ہے اور جلد خشک نہیں ہوتی، سیب اور ناشپاتی کی طرح کھجور کولیسٹرول کم کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں امراض قلب سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں سحری اور افطار میں کھجور کے استعمال کی ترغیب موجود ہے، کھجور کھانا، اس کو بھگوکر اس کا پانی پینا، اس سے علاج تجویز کرنا سب سنتیں ہیں، الغرض اس میں لاتعداد برکتیں اور بے شمار بیماریوں کا علاج ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

اردو میڈیا فورم کی آواز پورے ہندوستان میں سنی گئی: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

۲۷/مارچ ۲۰۲۲ء کو اردو صحافت کے دو سو سال پورے ہوگیے، اس موقع سے اردو میڈیا فورم نے ''اردو صحافت'' دوصدی کا احتساب'' کے عنوان سے نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی ومدیر ہفت روزہ نقیب (جو اردو میڈیا فورم کے صدر بھی ہیں) کی صدارت میں ایک باوقار تقریب کا انعقاد بہار اردو اکیڈمی پٹنہ میں کیا، وزیر تعلیم وجے نرائن چودھری، وزیر دیہی ترقیات جناب شرون کمار، راجد کے سینئر رکن جناب شیوانند تیواری، قدیم صحافی جناب مظاہر الدین اور ریسرچ اسکالر خدا بخش خان ڈاکٹر ذاکر حسین اردو میڈیا فورم کے سرپرست مشہور صحافی اشرف فرید اسٹیج پر رونق افروز تھے، ان حضرات نے اردو صحافت کے حوالہ سے اپنے قیمتی خطاب میں اردو صحافت کے دو سو سال کا جائزہ لیا، اس موقع سے اپنے صدارتی خطاب میں مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ اردو میڈیا فورم بہار نے دوصدی کا احتساب کا جو خاکہ بنایا، الحمدللہ پورے ہندوستان میں اس کی آواز سنی گئی اور کئی یونیورسیٹیوں اور بڑے شہروں میں اس عنوان پر پروگرام کا انعقاد ہورہا ہے، اس سے اردو صحافت کو نئی زندگی ملے گی، تقریب میں اردو صحافت کے حوالہ سے دو ضخیم کتابوں کا اجراء بھی عمل آیا، ایک کے مصنف پروفیسر صفدر امام قادری ہیں اور دوسری کتاب ڈاکٹر ذاکر حسین کی ہے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، نظامت کے فرائض اردو میڈیا فورم کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر ریحان غنی نے انجام دیے، شکریہ جناب انوار الہدیٰ نے پیش کیا، دوسری نشست میں ڈاکٹر اعجاز ارشد کی بڑی قیمتی گفتگو اردو صحافت اور مشاعرہ کے حوالہ سے ہوئی پھر شعراء کرام نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا، اردو میڈیا فورم کے تمام ارکان ڈاکٹر اظہار احمد، ضیاء الحق انوار اللہ، اسحاق اثر، سید شہباز احمد، خورشید اکبر، امتیاز کریم، مشتاق احمد وغیرہ کی محنت سے یہ پروگرام کامیابی سے ہم کنار ہوا۔

مزدوروں کی تربیت

''دین سب کے لیے'' کے عنوان سے مزدوروں کی تربیت کا ایک دو روزہ پروگرام ۲۴، ۲۵/مارچ ۲۰۲۲ء کو ادارہ سبیل الشریعہ رحمت نگر آواپور شاہ پور سیتامڑھی میں منعقد کیا گیا، یہ اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا جسے ادارہ سبیل الشریعہ کے مؤسس اور معتمد مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی نے بڑوں کے مشورے سے ترتیب دیا تھا، بڑی تعداد میں مزدوروں نے اس پروگرام میں حصہ لیا، تربیت دینے کے لیے جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں اور مدرسہ امدادیہ اشرفیہ کے اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی تھیں، اس پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ مزدوروں کو قوی اور امین ہونا چاہیے، قوت جسمانی بھی ہو اور قوت ایمانی بھی، ان کے پاس وقت اجرت پر رکھنے والوں کی امانت ہے اس لیے اس کا پاس ولحاظ رکھنا چاہیے، کوئی چیز بلا اجازت اٹھاکر نہیں لے جانا چاہیے، مزدور رکھنے والوں کو چاہیے کہ وہ ان پر غیر ضروری شدت نہ برتیں ان کی اجرت پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینے کا حکم ہے اس کا خیال رکھیں اور مزدوروں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے مالک کی صالحیت کا پتہ چلے، پروگرام کی مختلف نشستوں سے حضرت مولانا اظہار الحق مظاہری، مولانا سعید احمد نقشبندی عرف چھوٹے حضرت، مولانا قاضی محمد عمران قاسمی، اور مولانا اشتیاق احمد اعظمی نے خطاب فرمایا، مولانا محمد انوار اللہ فلک قاسمی نے مزدوروں کی بھرپور ضیافت فرمائی، تحفے دیے اور دو روز کی مزدوری کے بقدر سبھی کو اکرامیہ بھی دیا، تاکہ جو مزدور روز کماتے اور کھاتے ہیں ان کا چولھا جلتا رہے، اس سلسلے کا اگلا پروگرام سیتامڑھی میں رمضان المبارک کے بعد رکھا گیا ہے۔

مولوی عبدالودود رحمانی کا انتقال، دعاء مغفرت کی درخواست

نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جارہی ہے کہ ضلع دربھنگہ کے قصبہ ناڑی کے ایک ممتاز عالم دین، بزرگ شخصیت حضرت مولوی عبدالودود رحمانی طویل علالت کے بعد ۲۶/مارچ ۲۰۲۲ء کو رحلت فرماگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کی عمر ۸۸/سال کے قریب تھی، مولانا نے مدرسہ رحمانیہ سوپول، دربھنگہ سے سند فضیلت حاصل کی اس کے بعد ایک سرکاری اسکول میں تدریس سے وابستہ ہوگئے اور یہیں سے ریٹائرڈ بھی کیا، مرحوم ایک بڑے دوراندیش، متحرک، فعال اور سیاسی وسماجی شخصیت کے حامل عالم دین تھے، ان کے وصال پر امارت شرعیہ کے تمام ذمہ داران اصحاب نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور مغفرت کی دعاء کی۔ امارت شرعیہ پھلواری شریف اور اس کے اکابر سے بڑا گہرا عقیدت مندانہ تعلق تھا، وہ امارت شرعیہ کے ایک مخلص عالم دین حضرت مولانا قاری ابوالحیات قاسمی صاحب امام وخطیب مسجد ندائے اسلام کلکتہ کے خسر محترم بھی تھے، انہوں نے ان کے وصال پر گہرے صدمے کا اظہار کیا، مولوی مرحوم کے ایک لڑکے جناب ڈاکٹر عبدالمالک اور ۵/بیٹیاں ہیں، اللہ ان سبھوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین۔ مولانا رضوان احمد ندوی سب ایڈیٹر نقیب نے قارئین کرام سے دعاء مغفرت کی درخواست کی ہے۔

مولانا منت اللہ حیدری کو صدمۂ عظیم

مولانا منت اللہ حیدری شعبۂ تعلیم امارت شرعیہ کے والد الحاج ابوالحسین صاحب کا طویل علالت کے بعد ۳۰/مارچ ۲۰۲۲ء کو رات کے بارہ بجکر پچیس منٹ پر انتقال ہوگیا، اس حادثہ پر امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان نے گہرے صدمے کے ساتھ مولانا سے تعزیت اور مرحوم کے لیے دعاء مغفرت کیا، اللہ رب العزت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین، قارئین سے بھی دعا مغفرت کی درخواست ہے۔

Volume:62/72,Issue: 14 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

دنیا میں تجرؔ کون عبادت گزار ہے
صوم وصلوٰۃ داخلِ رسم و رواج ہے
(امداد علی بحر)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

اسرائیل میں امریکہ اور چار عرب ممالک کے اجلاس کی ہندوستان کے لیے اہمیت

گذشتہ کچھ برسوں سے اسرائیل اور عرب ممالک کے درمیان تعلقات میں بہتری آرہی ہے، اب چار عرب ممالک کی ایک اہم کانفرنس اسرائیل میں منعقد ہورہی ہے جس میں شرکت کے لیے امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن بھی اسرائیل پہنچ چکے ہیں۔ متحدہ عرب امارات، بحرین، مراکش اور مصر کے وزرائے خارجہ اس کانفرنس میں شریک ہورہے ہیں۔ پہلی مرتبہ اسرائیل اتنے سارے عرب ممالک کے سینئر عہدیداروں کے اجلاس کی میزبانی کررہا ہے۔ یہ اجلاس اسرائیل کے صحرائی خطے نیگیو میں ہورہا ہے اور ایران سے جوہری مذاکرات اور یوکرین میں جاری جنگ پر بات بھی متوقع ہے۔ مگر مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک روس پر سخت پابندیوں کے حق میں نہیں ہیں کیونکہ انھیں اس سے گندم کی درآمد متاثر ہونے کا خدشہ ہے۔

یروشلم سے بی بی سی نامہ نگار یولینڈ نیل کے مطابق "پہلی بار ہے کہ اسرائیل اس تاریخی سربراہی کانفرنس کی میزبانی کررہا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسے مشترکہ مفادات مشرق وسطیٰ میں امریکہ کے اتحادیوں کو ساتھ لارہے ہیں۔" متحدہ عرب امارات، بحرین، مراکش، مصر اور امریکہ کے وزرائے خارجہ کے ساتھ اس اجلاس میں اسرائیلی وزیر خارجہ یائر لاپیڈ بھی ہوں گے۔ اس اجلاس کے انعقاد کا موقع اہم قرار دیتے ہوئے یروشلم میں موجود بی بی سی سے منسلک صحافی ہریندر مشرا نے کہا کہ یہ ٹائمنگ بہت اہم ہے کیونکہ مشرق وسطیٰ میں (تعلقات) نئے خطوط پر استوار ہورہے ہیں۔ امریکہ کے تمام اتحادیوں میں افراتفری ہے، بالخصوص افغانستان سے متعلق امریکی فیصلے کے بعد یہ لوگ خود کو ایک طرح سے غیر محفوظ سمجھنے لگے۔ اس نقطۂ نظر سے یہ اجلاس بہت اہم ہے بالخصوص اس لیے کیونکہ امریکہ بھی اس میں شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ کو ان تمام ممالک کو یقین دہانی کرواتے دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اس اجلاس میں معاشی سرگرمیوں اور ذرائع توانائی کے تحفظ پر بھی بات ہوگی۔ ہریندر مشرا کہتے ہیں کہ اس اجلاس کی تزویراتی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ایک طرح سے امریکہ مشرق وسطیٰ میں اپنی ساکھ کھو رہا ہے اور اس اجلاس سے لگتا ہے کہ وہ تمام ممالک کو متحد کرنا چاہ رہا ہے۔

یہ اسرائیل کے لیے یوں بھی اہم ہے کہ وہ کئی دہائیوں سے اس خطے کے دیگر ممالک کے ساتھ آزادانہ تعلقات کے قیام کی کوششیں کررہا ہے جو مسئلہ فلسطین سے بالاتر ہوں۔ اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اسرائیل نے اس میں زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ اس اجلاس کی علامتی اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ نیگیو شہر میں ہورہا ہے جو اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان کی جائے پیدائش ہے۔ کہا جارہا ہے کہ اسرائیل تمام مہمانوں کو ڈیوڈ بن گوریان کی یادگار پر لے جانا چاہتا ہے تاہم یہ اب تک پروگرام میں شامل نہیں ہے۔ اس وقت روس یوکرین جنگ کے باعث توانائی کے بحران کا خدشہ کافی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ عالمی منڈی میں تیل کی بڑھتی قیمتیں وہ معاملہ ہے جس پر مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک بالخصوص سعودی عرب اور دیگر اتحادی اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ لیکن بھلے ہی اس وقت یوکرین اور روس کے معاملے پر سب سے زیادہ بحث ہورہی ہے تاہم ایران کا معاملہ بھی اسرائیل کے لیے بہت اہم ہے۔ ایران اور اس سے ہونے والا جوہری معاہدہ اس اجلاس میں شریک تمام ممالک کے لیے اہم ہے کیونکہ وہ اسے سیکیورٹی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہریندر مشرا کہتے ہیں "کہا جارہا ہے کہ امریکہ جوہری معاہدے پر نرم پڑ رہا ہے مگر اسرائیلی میڈیا کی رائے ہے کہ امریکہ ان ممالک کو یقین دلائے گا کہ اتحادی اس سے پریشان نہیں ہوں گے کیونکہ امریکہ ویسے بھی جوہری پروگرام کو کامیاب نہیں ہونے دے گا۔"

یہ کانفرنس اسرائیل کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ ہریندر مشرا کہتے ہیں کہ روس اور یوکرین کے معاملے میں اسرائیل انڈیا جیسے ہی بحران کا شکار ہے۔ دونوں ہی ممالک کے لیے اپنا راستہ چننا مشکل ہے، امریکہ کا قریبی اتحادی ہونے کے باوجود اسرائیل خود ساختہ طور پر ثالث کا کردار ادا کرنے کی کوشش کررہا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ روس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ آج کی صورتحال کو دیکھیں تو روس کے پاس مشرق وسطیٰ کو غیر مستحکم کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ جس طرح روس شام میں موجود رہا ہے، اس کا اسرائیل پر بہت برا اثر پڑ سکتا ہے۔ اسرائیل انڈیا جیسی ہی صورتحال میں ہے مگر وہ کوشش کررہا ہے کہ کسی طرح امریکہ بھی ناراض نہ ہو اور وہ ایسا کچھ کر جائے کہ دونوں ممالک کے درمیان مثبت کردار ادا ہوسکے۔ اسرائیل بظاہر امریکہ کا حامی نظر آرہا ہے مگر یہ مکمل طور پر روس کے خلاف بھی نہیں۔

کیا اس اجلاس کا انڈیا سے کوئی تعلق ہے؟ اسرائیلی وزیر اعظم نفتالی بینیٹ اگلے ہفتے انڈیا کا دورہ کریں گے مگر اس سے قبل 30 مارچ کو اسرائیلی وزیر دفاع بھی انڈیا آچکے ہیں۔ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اسرائیل اور اس اجلاس میں شریک دیگر ممالک انڈیا کو اپنے وسیع تر ذہنی ممالک میں پہلے نمبر پر شمار کرتے ہیں۔ اگر آپ نوٹ کریں تو گذشتہ برس اکتوبر میں جب انڈیا کے وزیر خارجہ ایس جے شنکر اسرائیل آئے تھے تو یہاں بھی ایک کواڈ جیسا اتحاد قائم ہوا تھا، یہ کہا گیا تھا کہ یہ مکمل طور پر اقتصادی نقطۂ نظر سے ہے۔ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ متحدہ عرب امارات کے وزیر خارجہ عبداللہ بن زاید النہیان بھی اس میں شریک تھے، اس کواڈ اتحاد میں امریکہ، اسرائیل، انڈیا اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں، اس کے بعد اقتصادی تعاون بڑھانے پر گفتگو ہوئی۔ انڈیا کے ان عرب ممالک کے ساتھ پہلے ہی اچھے تعلقات ہیں اور اسرائیل کے بھی ان کے ساتھ تعلقات میں بہتری آرہی ہے، سو یہ واضح ہے کہ یہ اجلاس مستقبل میں بھی انڈیا کے لیے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے اور بہت اہمیت کا حامل ہے۔ (پرینکا جھا/بی بی سی لندن)

بیت المال امارت شرعیہ میں نئی رسیدوں کی طباعت، پرانی رسیدیں کالعدم

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی قیادت میں امارت شرعیہ کے نظام کار کو مزید فعال وسرگرم اور بہتر بنانے کا عمل لگاتار جاری ہے۔ اسی ضمن میں بیت المال امارت شرعیہ کی رسیدوں کی ہر سال نئے سرے سے طباعت کا اہم فیصلہ کیا گیا ہے۔ اب تک بیت المال کی رسیدوں کی کوئی ایکسپائری مدت نہیں ہوا کرتی تھی، لیکن اب نئے مالی سال 23-2022 سے یعنی یکم اپریل 2022 سے بیت المال کی جو نئی رسیدیں جاری ہورہی ہیں، ان کی ایکسپائری مدت ایک سال کی ہوگی۔ اور 31 مارچ 2023 کے بعد وہ رسیدیں کالعدم ہوجائیں گی اور اگلے سال یکم اپریل سے پھر نئی رسیدیں جاری ہوں گی۔ یہ باتیں قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کہی ہیں، انھوں نے مزید کہا کہ اب تک موجود بھی رسیدیں کالعدم قرار دے دی گئی ہیں اور اس تحریر کے ذریعہ امارت شرعیہ کے تمام کارکنان، مبلغین وعلاقوں میں موجود نقباء، نائبین نقباء و دیگر ذمہ داران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جن کے پاس بھی پرانی رسیدیں ہیں وہ 31 مارچ سے پہلے دفتر میں جمع کردیں اور اس رسید پر یکم اپریل 2022 سے کوئی رقم نہ وصولیں۔ تمام اہل خیر کو بھی اس تحریر کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ سے وہی رسید قبول کریں جس پر ویلیڈیشن (Validation) کی مدت درج ہو۔ یہاں پر دونوں رسیدوں کا نمونہ دیا جارہا ہے اور دونوں رسیدوں میں جو فرق ہے اسکو درج کیا جارہا ہے۔ تاکہ کسی کو کوئی اشتباہ نہ ہو۔

(✓) فرق نمبر 1۔ نئی رسید میں سب سے اوپر فرد نمبر اور جلد نمبر کے درمیان Valid From April 2022to March 2023 لکھا ہوا ہے۔ جبکہ پرانی رسید میں فرد نمبر اور جلد نمبر کے درمیان میں ویلیڈیشن درج نہیں ہے۔

(✓) فرق نمبر 2۔ نئی رسید میں رجسٹریشن نمبر (Regd. No 763/19) اوپر میں درج نہیں ہے، بلکہ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نیچے درج ہے۔ جبکہ پرانی رسید میں رجسٹریشن نمبر (Regd. No 763/19) اوپر کی لائن میں بائیں کونے پر جلد نمبر (Book No.) کے بعد درج ہے۔

(✓) فرق نمبر 3۔ نئی رسید میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے بعد بائیں کونے پر امارت شرعیہ کا لوگو موجود ہے، جبکہ پرانی رسید میں یہ لوگو نہیں ہے۔

(✓) فرق نمبر 4۔ نئی رسید میں اسم گرامی اور مکمل پتہ کے بعد تیسری سطر موبائل نمبر کے لیے ہے، جس میں معطی کا موبائل نمبر درج کیا جائے گا۔ پھر اسی لائن میں مد کی صراحت ہے جس میں زکوۃ، عطیہ، فطرہ، قومی تحصول، دار القضاء، چرم قربانی، صدقہ، فدیہ وغیرہ لکھا ہوا ہے، اہل خیر جس مد میں رقم دیں گے اس میں صرف صحیح کا نشان لگا دیا جائے گا۔ جبکہ پرانی رسید میں یہ تیسری سطر موجود نہیں ہے۔ نیچے دونوں رسیدوں کا نمونہ دیا جارہا ہے۔ نئی رسید میں فرق کو سرخ نشان میں واضح کردیا گیا ہے۔

نئی رسید

پرانی رسید

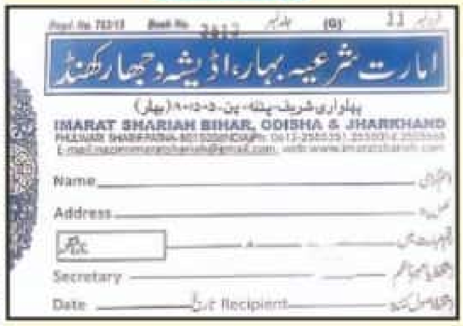

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna # 9473371091

Scanned with CamScanner